

اسان عربی گرامر

حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمن خان

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مولوی عبدالستار محرم کی قابل قدر تالیف عربی کا علم پر مبنی

آسان عربی گرامر

حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمن خان



مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 5869501-03

نام کتاب ————— آسان عربی گرامر (حصہ سوم)
 طبع اول تا طبع پنجم (دسمبر 1996ء تا ستمبر 2003ء) ————— 5500
 طبع ششم (مئی 2005ء) ————— 200
 ناشر ————— ناظم نشر و اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
 مقام اشاعت ————— 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
 فون: 03-5869501
 مطبع ————— شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
 قیمت ————— 35 روپے

فہرست

۵	* اسماء مشتقہ
۵	اسماء مشتقہ
۸	اسم الفاعل
۱۳	اسم المفعول
۱۷	اسم الظرف
۲۱	اسماء الصفۃ (۱)
۲۷	اسماء الصفۃ (۲)
۳۰	اسم المبالغہ
۳۴	اسم التفصیل (۱)
۳۷	اسم التفصیل (۲)
۴۱	اسم الآلہ
۴۳	* غیر صحیح افعال
۴۷	مہموز (۱)
۵۱	مہموز (۲)
۵۵	مضاعف (۱)
	ادغام کے قاعدے
	مضاعف (۲)
۵۹	کَلْب ادغام کے قاعدے

۶۳	ہم مخرج اور قریب الحرج حروف کے قواعد
۶۷	مثال
۷۱	اجوف (حصہ اول)
۷۴	اجوف (حصہ دوم)
۷۷	اجوف (حصہ سوم)
۸۱	ناقص (حصہ اول : ماضی معروف)
۸۵	ناقص (حصہ دوم : مضارع معروف)
۸۷	ناقص (حصہ سوم : مجہول)
۹۰	ناقص (حصہ چہارم : صرفِ صغیر)
۹۶	لیفٹ
۱۰۱	سبق الاسباق

اَسْمَاءُ مُشْتَقَّة

۱ : ۵۴ اس کتاب کے حصہ دوم میں آپ نے مادہ اور وزن کے متعلق بنیادی بات یہ سیکھی تھی کہ کسی دیئے ہوئے مادے سے مختلف اوزان پر الفاظ کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب اور مزید فیہ کے (زیادہ استعمال ہونے والے) آٹھ ابواب سے درج ذیل افعال کے اوزان اور انہیں بنانے کے طریقے سکھے تھے۔ (۱) فعل ماضی معروف (۲) فعل ماضی مجہول (۳) فعل مضارع معروف (۴) فعل مضارع مجہول (۵) فعل امر اور (۶) فعل نہی

۲ : ۵۴ کسی مادے سے بننے والے افعال کی مذکورہ چھ صورتیں بنیادی ہیں، جن کی بناوٹ اور گردانوں کے سمجھ لینے سے عربی عبارتوں میں افعال کے مختلف صیغوں کے استعمال کو پہچاننے اور ان کے معانی سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ آگے چل کر ہم افعال کی بناوٹ اور ساخت کے بارے میں مزید باتیں بتدریج پڑھیں گے، لیکن سر دست ہم مادہ، وزن اور فعل کے بارے میں ان حاصل کردہ معلومات کو بعض اسماء کی بناوٹ اور ساخت میں استعمال کرنا سیکھیں گے۔ اس سلسلے میں متعلقہ قواعد کے بیان سے پہلے چند تمہیدی باتیں کرنا ضروری ہیں۔

۳ : ۵۴ کسی بھی مادہ سے بننے والے الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) کی تعداد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتی بلکہ اس کا دار و مدار اہل زبان کے استعمال پر ہے۔ بعض مادوں سے بہت کم الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) بنتے یا استعمال ہوتے ہیں جبکہ بعض مادوں سے استعمال ہونے والے الفاظ کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔ پھر استعمال ہونے والے الفاظ کی بناوٹ بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ کچھ الفاظ کسی قاعدے اور اصول کے تحت بنتے ہیں۔ یعنی وہ تمام مادوں سے یکساں طریقے پر یعنی ایک مقررہ وزن پر بنائے جاسکتے

ہیں۔ ایسے الفاظ کو ”مُشْتَقَّات“ کہتے ہیں۔ جبکہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کسی قاعدے اور اصول کے تحت نہیں بنتے بلکہ اہل زبان انہیں جس طرح استعمال کرتے آئے ہیں وہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے الفاظ کو ”ماخوذ“ یا ”جامد“ کہتے ہیں۔

۴ : ۵۴ افعال سب کے سب مشتقات ہیں، کیونکہ ہر فعل کی بناوٹ مقررہ قواعد کے مطابق عمل میں آتی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ افعال کی بناوٹ کے لحاظ سے عربی زبان نہایت بضابطہ اور اصول و قواعد پر مبنی زبان ہے۔ اس لئے عربی زبان کے مشتقات (یعنی مقررہ قواعد پر مبنی الفاظ) میں افعال تو قریباً سب کے سب ہی آجاتے ہیں۔ وہ بھی جو ہم اب تک پڑھ چکے ہیں اور وہ بھی جو ابھی آگے چل کر پڑھیں گے۔

۵ : ۵۴ مگر اسماء میں یہ بات نہیں ہے۔ سینکڑوں اسماء ایسے ہیں جو کسی قاعدے کے مطابق نہیں بنائے گئے۔ بس یہ ہے کہ اہل زبان ان کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ان بے قاعدہ اسماء میں کسی ”کام“ کا نام بھی شامل ہے، جسے مصدر کہتے ہیں۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد میں مصدر کسی قاعدے کے تحت نہیں بنتا، مثلاً ضَرَبْتُ (مارتا)، ذَهَابْتُ (جاتا)، طَلَبْتُ (طلب کرنا یا تلاش کرنا)، غَفَرْتُ (بخش دینا)، سَعَاْتُ (کھانسا)، قَفُوذْتُ (بیٹھ رہنا)، فَسَقْتُ (نافرمانی کرنا)، یہ سب علی الترتیب فعل ضَرْبَ، ذَهَبَ، طَلَبَ، غَفَرَ، سَعَلَ، قَعَدَ اور فَسَقَ کے مصادر ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان تمام افعال کا وزن تو فَعَلَ ہی ہے مگر ان کے مصدروں کے وزن مختلف ہیں۔

۶ : ۵۴ مصادر کی طرح بے شمار اشخاص، مقامات اور دیگر اشیاء کے نام بھی کسی قاعدہ اور اصول کے تحت نہیں آتے۔ مثلاً ”م ل ک“ سے مَلِكُ (بادشاہ)، مَلَكْتُ (فرشتہ)، ”ر ج ل“ سے رَجُلٌ (مرد)، رَجُلٌ (ٹانگ)، اور ”ج م ل“ سے جَمَلٌ (خوبصورتی)، جَمَلٌ (اونٹ) وغیرہ۔ ایسے تمام بے قاعدہ اسماء کا تعلق تو بہر حال کسی نہ کسی مادے سے ہی ہوتا ہے اور ان کے معانی ڈکشنریوں میں متعلقہ مادے کے تحت ہی بیان کئے جاتے ہیں، لیکن ان کی بناوٹ میں کوئی یکساں اصول کار فرما دکھائی نہیں دیتا۔ ان اسماء کو اسماء جامد کہتے ہیں۔

۷ : ۵۴ تاہم کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جو تمام مادوں سے تقریباً یکساں طریقے سے بنائے جاتے ہیں۔ یعنی کسی فعل سے ایک خاص مفہوم دینے والا اسم جس طریقے پر بننا ہے تمام مادوں سے وہ مفہوم دینے والا اسم اسی طریقے پر بنایا جاسکتا ہے۔ اس قسم کے اسماء کو ”اسماء مشتقہ“ کہتے ہیں۔

۸ : ۵۴ جس طرح افعال کی بنیادی صورتوں کی تعداد چھ ہے، اسی طرح اسماء مشتقہ کی بنیادی صورتیں بھی چھ ہی ہیں۔ یعنی (۱) اسم الفاعل (۲) اسم المفعول (۳) اسم الظرف (۴) اسم الصفة (۵) اسم التفضیل (۶) اسم الالة۔ بعض علماء صرف نے اسم الظرف کے دو حصے یعنی ظرف زمان اور ظرف مکان کو الگ الگ کر کے اسماء مشتقہ کی تعداد سات بیان کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلحاظ معنی فرق کے باوجود بلحاظ بناوٹ ظرف زمان و ظرف مکان ایک ہی شے ہیں۔ اسی طرح اسم المبالغہ کو شامل کر کے اسماء مشتقہ کی تعداد آٹھ (۸) بھی بنالیتے ہیں، لیکن غور سے دیکھا جائے تو اسم مبالغہ بھی اسم صفت ہی کی ایک قسم ہے۔ اس لئے ہم بنیادی طور پر مندرجہ بالا چھ اقسام کو اسماء مشتقہ شمار کر کے ان کی بناوٹ اور ساخت کے قواعد یعنی اوزان بیان کریں گے۔

اسم الفاعل

۱ : ۵۵ لفظ فاعل کے معنی ہیں ”کرنے والا“۔ پس ”اسم الفاعل“ کے معنی ہوئے ”کسی کام کو کرنے والے کا مفہوم دینے والا اسم“۔ اردو میں اسم الفاعل کی پہچان یا اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اردو کے مصدر کے بعد لفظ ”والا“ بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً لکھنا سے لکھنے والا اور پہنچنا سے پہنچنے والا وغیرہ۔ انگریزی میں عموماً Verb کی پہلی شکل کے آخر میں ”er“ لگانے سے اسم الفاعل کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً reader سے reader اور teach سے teacher وغیرہ۔ نوٹ کر لیں کہ عربی زبان میں ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ الگ الگ ہے۔

۲ : ۵۵ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کیلئے فعل ماضی کے پہلے صیغہ سے مادہ معلوم کر لیں اور پھر اسے ”فَاعِلٌ“ کے وزن پر ڈھال لیں۔ یہ اسم الفاعل ہو گا۔ جیسے ضَرَبَ سے ضَارِبٌ (مارنے والا) طَلَبَ سے طَالِبٌ (طلب کرنے والا) غُفِرَ سے غَافِرٌ (بخشنے والا) وغیرہ۔

۳ : ۵۵ اسم الفاعل کی نحوی گردان عام اسماء کی طرح ہی ہوگی یعنی

جر	نصب	رفع	
فَاعِلٍ	فَاعِلًا	فَاعِلٌ (کرنے والا ایک مرد)	مذکر واحد
فَاعِلَيْنِ	فَاعِلَيْنِ	فَاعِلَانِ (کرنے والے دو مرد)	مذکر تشبیہ
فَاعِلِينَ	فَاعِلِينَ	فَاعِلُونَ (کرنے والے کچھ مرد)	مذکر جمع
فَاعِلَةٍ	فَاعِلَةً	فَاعِلَةٌ (کرنے والی ایک عورت)	مؤنث واحد
فَاعِلَتَيْنِ	فَاعِلَتَيْنِ	فَاعِلَتَانِ (کرنے والی دو عورتیں)	مؤنث تشبیہ
فَاعِلَاتٍ	فَاعِلَاتٍ	فَاعِلَاتٌ (کرنے والی کچھ عورتیں)	مؤنث جمع

ہر اسم الفاعل کی جمع مذکر سالم تو استعمال ہوتی ہی ہے، تاہم کچھ اسم الفاعل ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جمع سالم کے ساتھ جمع مکسر بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً کَافِرُونَ اور كُفَّارٌ اور كُفْرَةٌ۔ یا طَالِبٌ سے طَالِبُونَ اور طَلَّابٌ اور طَلِّبَةٌ وغیرہ۔ بعض اسم الفاعل کی جمع مکسر غیر منصرف بھی ہوتی ہے، مثلاً جَاهِلٌ سے جَاهِلُونَ اور جُهَلَاءُ یا عَالِمٌ سے عَالِمُونَ اور عَلَمَاءُ وغیرہ۔

۵۵ : ۴ یہ بات نوٹ کر لیں کہ ثلاثی مجرد کے تمام ابواب سے اسم الفاعل مذکورہ بالا قاعدہ یعنی فَاعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔ مگر باب كُزِمَ سے اسم الفاعل مذکورہ قاعدے کے مطابق نہیں بنتا۔ باب كُزِمَ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ مختلف ہے جس کا ذکر آگے چل کر اسم الصفہ کے سبق میں بیان ہو گا۔

۵۵ : ۵ صاف ظاہر ہے کہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل صرف ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے، کیونکہ اس کے فعل ماضی کا پہلا صیغہ مادہ کے تین حروف پر ہی مشتمل ہوتا ہے، جبکہ مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغہ میں ہی ”ف ع ل“ کے ساتھ کچھ حروف کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مزید فیہ سے اسم الفاعل کسی مخصوص وزن پر نہیں بنایا جاسکتا۔

۵۵ : ۶ ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کیلئے ماضی کے بجائے فعل مضارع کے پہلے صیغہ سے کام لیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ :

- (۱) علامت مضارع (ی) ہٹا کر اس کی جگہ م مضمومہ (م) لگا دیں۔
- (۲) اگر عین کلمہ پر فتح (زبر) ہے (جو باب تفعیل اور تفاعل میں ہوگی) تو اسے کسرہ (زیر) میں بدل دیں۔ باقی ابواب میں عین کلمہ کی کسرہ برقرار رہے گی۔
- (۳) لام کلمہ پر تنوین رفع (دو پیش) لگا دیں جو مختلف اعرابی حالتوں میں حسب ضرورت تبدیل ہوتی رہے گی۔

۵۵ : ۷ مزید فیہ کے ہر باب سے بننے والے اسم الفاعل کا وزن اور ایک ایک

مثال درج ذیل ہے۔

يُفْعِلُ سے اسم الفاعل مُفْعِلٌ ہوگا، جیسے مُكْرِمٌ (اکرام کرنے والا)

اسی طرح

يُفْعِلُ ے	مُفْعِلٌ جیسے مُعَلِّمٌ	(علم دینے والا)
يُفَاعِلُ ے	مُفَاعِلٌ جیسے مُجَاهِدٌ	(جہاد کرنے والا)
يَتَفَعَّلُ ے	مُتَفَعِّلٌ جیسے مُتَفَكِّرٌ	(فکر کرنے والا)
يَتَفَاعَلُ ے	مُتَفَاعِلٌ جیسے مُتَخَاصِمٌ	(جھگڑا کرنے والا)
يَفْتَعِلُ ے	مُفْتَعِلٌ جیسے مُمْتَحِنٌ	(امتحان لینے والا)
يَنْتَفِعِلُ ے	مُنْتَفِعِلٌ جیسے مُنْحَرِفٌ	(انحراف کرنے والا)
يَسْتَفْعِلُ ے	مُسْتَفْعِلٌ جیسے مُسْتَغْفِرٌ	(مغفرت طلب کرنے والا)

دوبارہ نوٹ کر لیں کہ يَتَفَعَّلُ اور يَتَفَاعَلُ (مضارع) میں عین کلمہ مفتوح (زبر

والا) ہے جو اسم الفاعل بناتے وقت مکسور (زیر والا) ہو گیا ہے۔

۸ : ۵۵ مذکورہ قاعدے کے مطابق مزید فیہ سے بننے والے اسم الفاعل کی نحوی

گردان بھی معمول کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی جمع ہمیشہ جمع سالم ہی آتی ہے۔

ذیل میں ہم باب افعال سے اسم الفاعل کی نحوی گردان بطور نمونہ لکھ رہے ہیں۔

باقی ابواب سے آپ اسی طرح اسم الفاعل کی نحوی گردان کی مشق کر سکتے ہیں۔

جر	نصب	رفع	
مُكْرِمٌ	مُكْرِمًا	مُكْرِمٌ	مذکر واحد
مُكْرِمِينَ	مُكْرِمِينَ	مُكْرِمَانِ	مذکر تنسیہ
مُكْرِمِينَ	مُكْرِمِينَ	مُكْرِمُونَ	مذکر جمع
مُكْرِمَةٍ	مُكْرِمَةً	مُكْرِمَةٌ	مؤنث واحد

مؤنث تشبیہ	مُکْرِمَتَانِ	مُکْرِمَتَيْنِ	مُکْرِمَتَيْنِ
مؤنث جمع	مُکْرِمَاتُ	مُکْرِمَاتِ	مُکْرِمَاتِ

۹ : ۵۵ ضروری ہے کہ آپ ”اسم الفاعل“ اور ”فاعل“ کا فرق بھی سمجھ لیں۔ فاعل ہمیشہ جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے، مثلاً ذَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ۔ یہاں الرَّجُلُ فاعل ہے، اس لئے حالت رفع میں ہے۔ اگر اَلْجُلُ لکھا ہو یعنی جملے کے بغیر تو اسے فاعل نہیں کہہ سکتے لیکن جب ہم ظَالِبٌ، عَالِمٌ، سَارِقٌ (چوری کرنے والا) وغیرہ کہتے ہیں تو یہ اسم الفاعل ہیں۔ یعنی ان میں متعلقہ کام کرنے والے کا مفہوم ہوتا ہے۔ مگر جملے میں اسم الفاعل حسب موقع مرفوع، منصوب یا مجرور آ سکتا ہے۔ مثلاً ذَهَبَ عَالِمٌ۔ (ایک عالم گیا) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے اور جملے میں بطور فاعل استعمال ہوا ہے۔ اَكْرَمْتُ عَالِمًا (میں نے ایک عالم کی عزت کی) یہاں عَالِمًا اسم الفاعل تو ہے لیکن جملے میں بطور مفعول آیا ہے، اس لئے منصوب ہے۔ اسی طرح كِتَابَ عَالِمٍ (ایک عالم کی کتاب) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے، لیکن مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

ذخیرۃ الفاظ

عَقَلَ (ن) عَقْلَةً = بے خبر ہونا۔	كَثُرَ (ك) كَثْرًا = رتبہ میں بڑا ہونا۔
جَعَلَ (ف) جَعْلًا = بنانا، پیدا کرنا۔	(تَفَعَّلَ) = بڑا ہونا۔
طَبَعَ (ف) طَبْعًا = تصویر بنانا، نقوش چھپانا، مہر لگانا۔	(استفعال) = بڑائی چاہنا۔
خَسِرَ (س) خُسْرًا = نقصان اٹھانا، تباہ ہونا۔	فَلَحَ (ن) فَلَحًا = پھاڑنا، پھیل چلانا۔
نَكَزَ (س) نَكْزًا = ناواقف ہونا۔	(افعال) = مراد پانا (ر کاوٹوں کو پھاڑتے ہوئے)۔
(افعال) = ناواقفیت کا اقرار کرنا، انکار کرنا۔	جَزَبَ = گروہ، جماعت، پارٹی۔
	ذُرِّيَّةٌ = اولاد، نسل۔

مشق نمبر ۵۳ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم الفاعل بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں :

۱- غ فل (ن) ۲- سل م (افعال) ۳- ک ذب (تفعیل) ۴- ن ف ق (مفاعله) ۵- ک ب ر (تفعیل)

مشق نمبر ۵۳ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم الفاعل شناخت کر کے ان کا مادہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) اسم الفاعل کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

- (۱) وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ (۳) فَأَلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (۴) وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنْفِقِينَ (۵) كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۶) أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۷) وَاللَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ (۸) وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

اِسْمُ الْمَفْعُولِ

۱: ۵۶ اسم المفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں کسی پر کام کے ہونے کا مفہوم ہو۔ اردو میں اسم المفعول عموماً ماضی معروف کے بعد لفظ ”ہوا“ کا اضافہ کر کے بنا لیتے ہیں، مثلاً کھولا ہوا، سمجھا ہوا، مارا ہوا وغیرہ۔ انگریزی میں Verb کی تیسری شکل یعنی Past Participle اسم المفعول کا کام دیتا ہے۔ مثلاً done (کیا ہوا) taught (پڑھایا ہوا) written (لکھا ہوا) وغیرہ۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد سے اسم المفعول ”مَفْعُولٌ“ کے وزن پر بنتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ سے مَضْرُوبٌ (مارا ہوا)، قَتَلَ سے مَقْتُولٌ (قتل کیا ہوا) اور کَتَبَ سے مَكْتُوبٌ (لکھا ہوا) وغیرہ۔

۲: ۵۶ اسم المفعول کی گردان مندرجہ ذیل ہے۔

جر	نصب	رفع	
مَفْعُولٌ	مَفْعُولًا	مَفْعُولٌ	مذکر واحد
مَفْعُولَيْنِ	مَفْعُولَيْنِ	مَفْعُولَانِ	مذکر تشبیہ
مَفْعُولِينَ	مَفْعُولِينَ	مَفْعُولُونَ	مذکر جمع
مَفْعُولَةٍ	مَفْعُولَةٍ	مَفْعُولَةٌ	مؤنث واحد
مَفْعُولَتَيْنِ	مَفْعُولَتَيْنِ	مَفْعُولَتَانِ	مؤنث تشبیہ
مَفْعُولَاتٍ	مَفْعُولَاتٍ	مَفْعُولَاتٌ	مؤنث جمع

۳: ۵۶ ابواب مزید فیہ سے اسم المفعول بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس سے اسم الفاعل بنالیں جس کا طریقہ آپ گزشتہ سبق میں سیکھ چکے ہیں۔ اب اس کے عین کلمہ کی کسرہ (زیر) کو فتیحہ (زبر) سے بدل دیں، مثلاً مَكْرَمٌ سے مُكْرَمٌ، مُعَلِّمٌ

سے مُعَلَّمٌ، مُمْتَحِنٌ سے مُمْتَحَنٌ وغیرہ۔

مزید فیہ کے اسم المفعول کی نحوی گردان اسم الفاعل کی طرح ہوگی اور فرق صرف عین کلمہ کی حرکت کا ہوگا۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ابواب ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے اسم المفعول کی جمع مذکر اور مونث دونوں کیلئے بالعموم جمع سالم ہی استعمال ہوتی ہے۔

۴ : ۵۶ یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ اسم المفعول صرف متعدی افعال سے بنتا ہے۔ فعل لازم سے نہ فعل مجہول (ماضی یا مضارع) بنتا ہے اور نہ ہی اسم المفعول۔ ثلاثی مجرد کا باب کُزِمَ اور مزید فیہ کا باب اِنْفَعَلَ ایسے ابواب ہیں کہ ان سے ہمیشہ فعل لازم ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں ابواب سے اسم المفعول کا صیغہ نہیں بنتا۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے باقی ابواب سے فعل لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے ان ابواب سے استعمال ہونے والے لازم افعال سے بھی نہ تو فعل مجہول بنے گا اور نہ اسم المفعول۔

۵ : ۵۶ یہاں اسم المفعول اور مفعول کا فرق بھی سمجھ لیجئے۔ مفعول صرف جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے، مثلاً فَتَحَ الرَّجُلُ بَابًا (مرد نے ایک دروازہ کھولا) میں بَابًا مفعول ہے۔ اور اسی لئے حالت نصب میں ہے۔ اگر الگ لفظ بَابٌ لکھا ہو تو وہ نہ تو فاعل ہے نہ مفعول اور نہ ہی مبتدایا خبر۔ لیکن اگر لفظ مَفْتُوحٌ لکھا ہو تو یہ ایک اسم المفعول ہے، جو کسی جملہ میں استعمال ہونے کی نوعیت سے مرفوع، منصوب یا مجرور ہو سکتا ہے، مثلاً الْبَابُ مَفْتُوحٌ (دروازہ کھلا ہوا ہے) یہاں مَفْتُوحٌ دراصل الْبَاب کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اسی طرح لَيْسَ الْبَابُ مَفْتُوحًا یا لَيْسَ الْبَابُ بِمَفْتُوحٍ۔ اسکے علاوہ اسم المفعول جملے میں فاعل یا مفعول ہو کر بھی آ سکتا ہے، مثلاً جَلَسَ الْمَظْلُومُ (مظلوم بیٹھا) یہاں الْمَظْلُومُ اسم المفعول ہے لیکن جملے میں بطور فاعل کے استعمال ہوا ہے اس لئے مرفوع ہے۔ اسی طرح نَصَرْتُ مَظْلُومًا (میں نے ایک مظلوم کی مدد کی) یہاں مظلوم اسم المفعول بھی ہے اور جملہ میں بطور مفعول

استعمال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

۶ : ۵۶ الغرض اسم الفاعل اور فاعل نیز اسم المفعول اور مفعول کافرق اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور مفعول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، جبکہ اسم الفاعل اور اسم المفعول جملے میں حسب موقع مرفوع، منصوب یا مجرور تینوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔

ذخیرۃ الفاظ

بَعَثَ (ف) بَعَثًا = بھیجنا، اٹھانا، دوبارہ زندہ کرنا	رَّسَلَ (س) رِسَالًا = نرم رفتار ہونا
سَخَّرَ (ف) سَخَّرِيًّا = مغلوب کرنا، کسی سے بیگار لینا	(افعال) = چھوڑنا، بھیجنا (پیغام دے کر)
سَخَّرَ (س) سَخَّرًا = کسی کا مذاق اڑانا	خَضَرَ (ن) خَضْرًا = حاضر ہونا
(تفعیل) = قابو کرنا	(افعال) = حاضر کرنا، پیش کرنا
نَظَرَ (ن) نَظَرًا = دیکھنا، غور و فکر کرنا، مہلت دینا	نَجَّمَ (ج) نُجُومًا = ستارہ
(افعال) = مہلت دینا	فَاكِهَةً (ج) فَوَاكِهَ = میوہ
كَوَّمَ (ك) كَوَمًا = بزرگ ہونا، معزز ہونا	أَمَرَ = حکم
(افعال) = تعظیم کرنا	تَمَوَّجَ (ج) اَتَمَّوْجًا، تَمَوَّجًا = پھل

مشق نمبر ۵۴ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم المفعول بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

۱۔ بعث (ف) ۲۔ رسل (افعال) ۳۔ نزل (تفعیل)

مشق نمبر ۵۴ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم المفعول شناخت کر کے ان کا مادہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) اسم المفعول کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

- (۱) وَالتَّجُومُ مَسْحَرَاتٌ بِأَمْرِهِ (۲) يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
(۳) قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ - قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (۴) فَأُولَئِكَ فِي
الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ (۵) إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ (۶) أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ -
فَوَاكِهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ (۷) هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ
(۸) وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ

اسم الظرف

۱: ۵۷ طرف کے لغوی معنی ہیں برتن یا بوری وغیرہ، یعنی جس میں کوئی چیز رکھی جائے۔ عربی میں لفافے کو بھی طرف کہہ دیتے ہیں اور اسکی جمع ظروف کے معنی موافق اور ناموافق حالات کے بھی ہوتے ہیں۔ علم النحو کی اصطلاح میں اسم الظرف کا مطلب ہے ایسا اسم مشتق جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کا وقت یا اسکی جگہ کا مفہوم رکھتا ہو۔ اس لئے طرف کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک طرف زمان جو کام کے وقت اور زمانہ کو ظاہر کرے اور دوسری طرف مکان جو کام کرنے کی جگہ کا مفہوم دے۔ لیکن جہاں تک اسم الظرف کے لفظ کی ساخت یعنی وزن کا تعلق ہے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

۲: ۵۷ فعل ثلاثی مجرد سے اسم الظرف بنانے کے لئے دو وزن استعمال ہوتے ہیں، ایک 'مَفْعَلٌ' اور دوسرا 'مَفْعِلٌ'۔ مضارع مضموم العین یعنی باب نَصَرَ اور کَثَرَمَ اور مفتوح العین یعنی باب فَتَحَ اور سَمِعَ سے اسم الظرف عام طور پر 'مَفْعَلٌ' کے وزن پر بنتا ہے، جبکہ مضارع مکسور العین یعنی باب ضَرَبَ اور حَسِبَ سے اسم الظرف ہمیشہ 'مَفْعِلٌ' کے وزن پر بنتا ہے۔

۳: ۵۷ مضارع مضموم العین سے استعمال ہونے والے تقریباً دس الفاظ ایسے ہیں جو خلاف قاعدہ 'مَفْعَلٌ' کی بجائے 'مَفْعِلٌ' کے وزن پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً غَرَبَ يَغْرُبُ سے مَغْرُبٌ کی بجائے مَغْرِبٌ، اسی طرح مَشَرَقٌ کی بجائے مَشْرِقٌ، مَسْجِدٌ کی بجائے مَسْجِدٌ وغیرہ۔ اگرچہ ان الفاظ کا 'مَفْعَلٌ' کے وزن پر اسم الظرف بھی جائز ہے، یعنی مَغْرُبٌ اور مَسْجِدٌ بھی کہہ سکتے ہیں تاہم فصیح اور عمدہ زبان یہی سمجھی جاتے ہیں کہ ان کو مَغْرِبٌ اور مَسْجِدٌ کہا جائے۔

۴: ۵۷ اگر کوئی کام کسی جگہ (مکان) میں بکثرت ہوتا ہو تو اس کا اسم الظرف

مَفْعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔ لیکن یہ وزن صرف ظرف مکان کے لئے استعمال ہوتا ہے، مثلاً مَذْرَسَةٌ (سبق لینے یا دینے کی جگہ) مَطْبَعَةٌ (چھاپنے کی جگہ) وغیرہ۔

۵ : ۵ اسم الظرف چاہے مَفْعَلٌ کے وزن پر ہو یا مَفْعِلٌ یا مَفْعَلَةٌ کے وزن پر ہو، ہر صورت میں اسکی جمع مکسر ہی استعمال ہوتی ہے اور تینوں اوزان کی جمع مکسر کا ایک ہی وزن ”مَفَاعِلٌ“ ہے۔ نوٹ کر لیں کہ یہ وزن غیر منصرف ہے۔

۵ : ۶ مزید فیہ سے اسم ظرف بنانے کا الگ کوئی قاعدہ نہیں ہے بلکہ مزید فیہ سے بنائے گئے اسم المفعول کو ہی اسم الظرف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے مُمْتَحَنٌ کے معنی یہ بھی ہیں ”جس کا امتحان لیا گیا“ اور اس کے معنی یہ بھی ہیں ”امتحان کی جگہ یا وقت“۔ اس قسم کے الفاظ کے اسم المفعول یا اسم الظرف ہونے کا فیصلہ کسی عبارت کے سیاق و سباق سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۵ : ۷ باب افعال اور ثلاثی مجرد کے اسم الظرف میں تقریباً مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور صرف میم کی فتح اور ضمہ کا فرق باقی رہ جاتا ہے، مثلاً مَخْرُجٌ ثلاثی سے ہے، اس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ، جبکہ مَخْرُجٌ باب افعال سے ہے اور اس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ۔ اسی طرح مَدْخَلٌ داخل ہونے کی جگہ اور مُدْخَلٌ داخل کرنے کی جگہ۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

۵ : ۸ آپ کو بتایا گیا تھا کہ باب انفعال سے آنے والے افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، اس لئے ان سے فعل مجہول یا اسم مفعول نہیں بن سکتا لیکن اس باب سے اسم الظرف کے معنی پیدا کرنے کے لئے اس کے اسم المفعول کو استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً اِنْخَرَفَ کے معنی ہیں مڑ جانا، جس کا اسم المفعول مُنْخَرَفٌ بنے گا، جس کے معنی ہوں گے مڑنے کی جگہ یا وقت، مگر اس سے اسم المفعول کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ مزید فیہ کے ابواب سے اسم المفعول کو جب اسم الظرف کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اسکی جمع، جمع مؤنث سالم کی طرح آتی ہے،

جیسے مُنْحَرَفٌ سے مُنْحَرَفَاتٌ اور مُحَاسِبٌ سے مُحَاسِبَاتٌ وغیرہ۔

۹ : ۵۷ یاد رکھئے کہ اسم الظرف میں کسی جگہ یا وقت کے تصور کے ساتھ ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے کا مفہوم ضرور شامل ہوتا ہے۔ لیکن کچھ الفاظ ایسے ہیں جن میں وقت یا جگہ کا تصور تو ہوتا ہے مگر اس وقت یا جگہ میں کسی کام کے کرنے یا

ذخیرۃ الفاظ

إِذَا = جب بھی	فَسَحَ (ف) فَسَحَا = کشادگی کرنا۔
فَقِيلَ = کہا گیا، کہا جائے۔	(تفعّل) = کشادہ ہونا۔
نَمْلَةٌ (ج نَمَلٌ) چوٹی۔	رَجَعَ (ض) رَجُوعًا = واپس جانا، لوٹ آنا۔
	رَصَدَ (ن) رَصَدًا = انتظار کرنا، نگہات لگانا۔
	سَكَنَ (ن) سَكُونًا = ٹھہر جانا، مسکین ہونا۔
	رَفَدَ (ن) رَفْدًا = سونا (نہید میں)۔
	بَوَّذَ (ن) بَوَّذًا = ٹھنڈا ہونا، ٹھنڈا کرنا۔
	بَرَحَ (س) بَرَحًا = ٹلنا، ہٹ جانا۔

مشق نمبر ۵۵

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم الظرف شناخت کر کے ان کا مادہ اور باب بتائیں (ii) اسم الظرف کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرِبَهُمْ (۲) وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ (۳) إِلَى اللَّهِ
مَرْجِعُكُمْ (۴) لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ (۵) رَبُّ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا (۶) قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ
(۷) لَقَدْ كَانَ لِسَيِّفٍ مِّنْكُمْ آيَةٌ (۸) مِّنْ بَعَثْنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (۹) رَبُّ
السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ (۱۰) هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ
(۱۱) إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا (۱۲) سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ
الْفَجْرِ

اَسْمَاءُ الصِّفَةِ (۱)

۱ : ۵۸ اس کتاب کے حصہ اول کے پیرا گراف ۳ : ۶ میں ہم نے اسم نکرہ کی دو قسمیں پڑھی تھیں، ایک اسم ذات جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو، جیسے 'اِنْسَانٌ'، 'فَرَسٌ'، 'حَجَرٌ'۔ اور دوسری اسم صفت جو کسی چیز کی صفت کو ظاہر کرے، مثلاً 'حَسَنٌ'، 'سَهْلٌ' وغیرہ۔

۲ : ۵۸ اسماء ذات کبھی تو بذریعہ حواس محسوس ہونے والی یعنی جسمی چیزوں کے نام ہوتے ہیں، جیسے 'بَيْتٌ'، 'رَجُلٌ'، 'رَبِيعٌ' وغیرہ اور کبھی وہ حواس کے بجائے عقل سے سمجھی جانے والی یعنی ذہنی چیزوں کے نام ہوتے ہیں، جیسے 'بُخْلٌ' (کنجوسی)، 'شَجَاعَةٌ' (بہادری) وغیرہ۔ ذہنی چیزوں کے نام کو اسماء المعانی بھی کہتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ اسمائے ذات اور اسماء المعانی صفت کا کام نہیں دے سکتے، البتہ بوقت ضرورت موصوف بن سکتے ہیں۔

۳ : ۵۸ اسم المعانی اور صفت میں جو فرق ہوتا ہے وہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے۔ اس فرق کو آپ اردو الفاظ کے حوالے سے نسبتاً آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے "کنجوس ہونا" مصدر ہے، "کنجوسی" اسم المعانی ہے اور "کنجوس" صفت ہے۔ اسی طرح "بہادر ہونا" مصدر ہے، "بہادری" اسم المعانی ہے اور "بہادر" صفت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ڈکشنری سے عربی الفاظ کے معانی نوٹ کرتے وقت اس فرق کو بھی نوٹ کر لیا جائے اور ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اب یہ نوٹ کر لیں کہ اسم صفت ضرورت پڑنے پر کسی اسم ذات یا اسم معانی کی صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور کسی موصوف کے بغیر جملہ میں ان کے اور بھی مختلف استعمال ہیں۔

۴ : ۵۸ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کا

ایک ہی مقرر وزن ہے اور اسی طرح مزید فیہ سے ان کو بتانے کا بھی ایک قاعدہ مقرر ہے۔ البتہ اسم الطرف بتانے کے لئے آپ نے تین مختلف وزن پڑھے ہیں۔ اب یہ نوٹ کر لیں کہ اسم صفت کے اوزان زیادہ ہیں اور ان کا کوئی قاعدہ بھی مقرر نہیں ہے۔ یعنی یہ طے نہیں ہے کہ کس باب سے صفت کسی وزن پر آئے گی۔ اس لئے کسی فعل سے بننے والے اسماء صفت معلوم کرنے کے لئے ہمیں ڈکشنری دیکھنا ہوتی ہے۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ اسماء صفت کے متعلق کچھ ضروری باتیں آپ کو بتا دی جائیں تاکہ ڈکشنری دیکھتے وقت آپ کا ذہن الجھن کا شکار نہ ہو۔

۵۸ : ۵ گزشتہ اسباق کے پیرا گراف ۹ : ۵۵ اور ۵۶ : ۵۷ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں جملے میں کبھی فاعل اور کبھی مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور بھی استعمال ہیں۔ مثلاً یہ مبتدا اور خبر بھی بنتے۔ جیسے الظَّالِمُ قَبِيحٌ اور الْمَظْلُومُ جَمِيلٌ۔ یہاں الظَّالِمُ (اسم الفاعل) اور الْمَظْلُومُ (اسم المفعول) دونوں مبتداء ہیں۔ یا الزَّجُلُ ظَالِمٌ اور الزَّجُلُ مَظْلُومٌ۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں خبر ہیں۔ اسی طرح یہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے زَّجُلٌ ظَالِمٌ اور زَّجُلٌ مَظْلُومٌ۔ یہ دونوں مرکب تو صیغی ہیں۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول زَّجُلٌ کی صفت ہیں۔ اس لئے ڈکشنری میں کسی فعل کی صفت اگر فَاعِلٌ یا مَفْعُولٌ کے وزن پر نظر آئے تو پریشان ہونے کی کوشش نہ کریں۔

۵۸ : ۶ فَعِيلٌ کے وزن پر بھی کافی اسماء صفت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذہن نشین کر لیں کہ (۱) فَعِيلٌ کے وزن پر اسماء صفت عام طور پر ثلاثی مجرد کے افعال لازم سے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ افعال متعدی سے اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ (۲) فَعِيلٌ کے وزن پر صفت زیادہ تر باب کُزْم اور سَمِع سے آتی ہے۔ کیونکہ باب کُزْم سے آنے والے تمام افعال اور باب سَمِع سے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں۔ استثنائی صورت میں دوسرے ابواب سے چند صفات فَعِيلٌ کے وزن پر

ایک ہی مقرر وزن ہے اور اسی طرح مزید فیہ سے ان کو بنانے کا بھی ایک قاعدہ مقرر ہے۔ البتہ اسم الطرف بنانے کے لئے آپ نے تین مختلف وزن پڑھے ہیں۔ اب یہ نوٹ کر لیں کہ اسم صفت کے اوزان زیادہ ہیں اور ان کا کوئی قاعدہ بھی مقرر نہیں ہے۔ یعنی یہ طے نہیں ہے کہ کس باب سے صفت کسی وزن پر آئے گی۔ اس لئے کسی فعل سے بننے والے اسماء صفت معلوم کرنے کے لئے ہمیں ڈکشنری دیکھنا ہوتی ہے۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ اسماء صفت کے متعلق کچھ ضروری باتیں آپ کو بتا دی جائیں تاکہ ڈکشنری دیکھتے وقت آپ کا ذہن الجھن کا شکار نہ ہو۔

۵۸ : ۵ گزشتہ اسباق کے پیرا گراف ۹ : ۵۵ اور ۵۶ : ۵۷ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں جملے میں کبھی فاعل اور کبھی مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور بھی استعمال ہیں۔ مثلاً یہ مبتدا اور خبر بھی بنتے۔ جیسے الظَّالِمُ قَبِيحٌ اور الْمَظْلُومُ جَمِيلٌ۔ یہاں الظَّالِمُ (اسم الفاعل) اور الْمَظْلُومُ (اسم المفعول) دونوں مبتداء ہیں۔ یا الزَّجَلُ ظَالِمٌ اور الزَّجَلُ مَظْلُومٌ۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں خبر ہیں۔ اسی طرح یہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے زَجُلٌ ظَالِمٌ اور زَجُلٌ مَظْلُومٌ۔ یہ دونوں مرکب توصیفی ہیں۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول زَجُلٌ کی صفت ہیں۔ اس لئے ڈکشنری میں کسی فعل کی صفت اگر فاعِلٌ یا مفعولٌ کے وزن پر نظر آئے تو پریشان ہونے کی کوشش نہ کریں۔

۵۸ : ۶ فَعِيلٌ کے وزن پر بھی کافی اسماء صفت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذہن نشین کر لیں کہ (۱) فَعِيلٌ کے وزن پر اسماء صفت عام طور پر ثلاثی مجرد کے افعال لازم سے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ افعال متعدی سے اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ (۲) فَعِيلٌ کے وزن پر صفت زیادہ تر باب کَرَمٌ اور سَمِيعٌ سے آتی ہے۔ کیونکہ باب کَرَمٌ سے آنے والے تمام افعال اور باب سَمِيعٌ سے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں۔ استثنائی صورت میں دوسرے ابواب سے چند صفات فَعِيلٌ کے وزن پر

(خوش) تَبِعْتُ (تھا کا ماندہ) وغیرہ۔

ذخیرۃ الفاظ

بَشِّرْ (ن) بَشِّرَا = کھال چھیلنا۔ کھال ظاہر کرنا۔ بَشِّرْ (س) بَشِّرَا = خوش ہونا۔	تَجَدَّعَ (ف) تَجَدَّعَا = دھو کا ریتا۔ (مفاعله) = دھو کا ریتا
(تفعیل) = خوش کرنا۔ خوش خبری دینا۔ ضَعَفَ (ن) ضَعُفَا = کمزور ہونا۔ (ف) ضَعُفَا = زیادہ کرنا، دوگنا کرنا۔ (استفعال) = کمزور خیال کرنا۔ نَذِرَ (س) نَذِرَا = چوکتا ہونا۔ (الفعال) = چوکتا کرنا، خبردار کرنا۔	خَبَّرَ (ن) خَبَّرَا - حقیقت سے واقف ہونا۔ باخبر ہونا۔ حَفِظَ (س) حَفِظَا - حفاظت کرنا۔ زبانی یاد کرنا۔ أَسَفَ (س) أَسَفَا = غمگین ہونا۔ افسوس کرنا۔ نَذَرَ (ض) نَذِرَا = نذر بانا۔

مشق نمبر ۵۶ (الف)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

- (۱) اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (۲) وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَطْعَمُوْنَ فِی الْاَرْضِ (۳) وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ (۴) اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخَدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (۵) فَرَجَعَ مُوسٰی اِلٰی قَوْمِهِ غَضْبَانَ اَسِیْفًا (۶) اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۷) اِنَّكُمْ مِّنْعُوْثُوْنَ مِّنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ۔
- (۸) وَمَا اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ (۹) وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ (۱۰) اِنَّهٗ لَفَرِحَ فَخُوْرٌ (۱۱) وَهُوَ یَكْلِ شَیْءًا عَلَیْهِمْ (۱۲) وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ

مشق نمبر ۵۶ (ب)

مذکورہ بالا مشق میں استعمال کئے گئے مندرجہ ذیل اسماء کا مادہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ یہ اسماء مشتقہ میں سے کون سے اسم ہیں۔

- (۱) جَاعِلٌ (۲) مُسْتَضْعَفُونَ (۳) الْمُؤَسِّلِينَ (۴) مُبَشِّرِينَ
(۵) مُنْذِرِينَ (۶) الْمُتَأَفِّفِينَ (۷) خَادِعٌ (خَادِعُهُمْ میں) (۸) أَسِفًا (۹) خَبِيرٌ
(۱۰) مَبْعُوثُونَ (۱۱) حَفِیْظٌ (۱۲) فَرِحَ (۱۳) عَلَيْنَا (۱۴) حَمِيدٌ۔

ضروری ہدایات

جو طلبہ قواعد کو خوب اچھی طرح یاد کر لیتے ہیں اور امتحان میں زیادہ نمبر لے کر سند حاصل کر لیتے ہیں، وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد قواعد بھول جاتے ہیں۔ یہ ایک نارمل صورت حال ہے۔ آدمی زیادہ ذہین ہو یا کم ذہین ہو، ہر ایک کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس صورت حال سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم لوگ چودہ سال یا سولہ سال تک انگریزی پڑھتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو استعداد حاصل ہوتی ہے وہ معروف ہے۔ اس کے بعد جو لوگ ایسے کاروبار میں لگ جاتے ہیں جہاں انگریزی سے زیادہ واسطہ نہیں پڑتا، ان کی رہی سہی استعداد بھی جاتی رہتی ہے۔ جن لوگوں کو دفتر میں صبح سے شام تک انگریزی میں ہی سارا کام کرنا ہوتا ہے، ان کو بھی دیکھا ہے کہ جب انگریزی میں کچھ لکھنا ہوتا ہے تو کچی مینسل سے لکھتے اور ربر سے مٹاتے رہتے ہیں۔ گرامر کی کتابیں اور ڈکشنریاں ساتھ ہوتی ہیں۔ اس طرح چند سال کی محنت کے بعد انہیں انگریزی لکھنے کا محاورہ ہوتا ہے۔ البتہ انگریزی پڑھ کر سمجھنا ان کے لئے نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن ڈکشنری دیکھنے کی ضرورت پھر بھی ہوتی ہے۔

اب نوٹ کریں کہ جس شخص نے انگریزی نہیں پڑھی وہ گرامر کی کتابوں اور ڈکشنری کی مدد سے انگریزی پڑھنے کے لئے محاورہ حاصل نہیں کر سکتا۔ انگریزی

پڑھنے کا اصل فائدہ یہ ہے کہ اب انسان مذکورہ محاورہ کے لئے مشق کرنے میں گرامر اور ڈکشنری سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔

اسی طرح عربی قواعد سمجھ کے اور اس کی کچھ مشقیں کر کے، اگر آپ انہیں بھول جاتے ہیں تو آپ کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہوئے کسی لفظ کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ضروری قاعدہ اگر یاد نہ بھی آئے، تب بھی آپ کا ذہن یہ ضرور بتائے گا کہ متعلقہ قاعدہ کتاب میں کہاں ملے گا۔ وہ قاعدہ آپ کا سمجھا ہوا ہے، صرف ایک نظر ڈال کر اسے مستحضر کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کسی لفظ کے معنی اگر بھول گئے ہیں تو ڈکشنری سے دیکھ سکتے ہیں۔

اس طرح مطالعہ قرآن حکیم کے دوران قواعد اور ذخیرہ الفاظ کا اعادہ ہوتا رہے گا اور صرف دو یا تین پاروں کے مطالعہ سے ان شاء اللہ آپ کو یہ محاورہ ہو جائے گا کہ آپ قرآن مجید سنیں یا پڑھیں تو ترجمہ کے بغیر اس کا مطلب اور مفہوم سمجھ میں آتا جائے۔

۳ : ۵۹ امید ہے کہ مذکورہ گردان میں آپ نے یہ باتیں نوٹ کر لی ہوں گی :

(i) واحد مذکر کا وزن اَفْعَلُ اور واحد مونث کا وزن فَعْلَاءُ دونوں غیر منصرف ہیں۔

(ii) جمع مذکر اور جمع مونث دونوں کا ایک ہی وزن ہے یعنی فُعْلٌ اور یہ معرب ہے۔

(iii) واحد مونث فَعْلَاءُ سے تشبیہ ہاتے وقت ہمزہ کو واو سے تبدیل کر دیتے ہیں۔

۴ : ۵۹ آپ کو یاد ہو گا کہ حصہ اول کے پیرا گراف ۳ : ۴ اور ۴ : ۴ میں مونث

قیاسی کے ضمن میں ایک علامت الف ممدودہ (اء) بتائی گئی تھی۔ وہ دراصل یہی

فَعْلَاءُ کا وزن ہے۔ اس وقت چونکہ آپ نے اوزان نہیں پڑھے تھے اس لئے الف

ممدودہ یا فَعْلَاءُ کے وزن والے الفاظ کی نحوی گردان نہیں کرائی گئی تھی۔ لیکن اب

آپ ان کی گردان کر سکتے ہیں۔

ذخیرۃ الفاظ

نَزَعَ (ض) نَزَعًا = کھینچ نکالنا۔

حَشَرْنَا (ض) حَشْرًا = جمع کرنا۔

زَرَقَ (س) زَرَقًا = آنکھوں کا نیلا ہونا، اندھا ہونا۔

صَفَرْنَا (س) صَفْرًا = زرد رنگ کا ہونا۔

حَرَجْنَا (س) حَرَجًا = تنگ ہونا۔ حَرَجٌ = تنگی، گرفت۔

جَمَلْنَا (ج) جَمَالًا = اچھا لگنا۔

أَغْنَمْنَا (ج) غَنَمًا = اندھا۔ أَيْبَضُ = سفید۔

فَادَا = تواچا تک۔

مشق نمبر ۵ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے ان کی صفت (الوان و عیوب) بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

(۱) بَکِمَ - گونگا ہونا (۲) خَضِرَ - سبز ہونا (۳) حَوَرَ - آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کا نمایاں ہونا، خوبصورت آنکھ والا ہونا۔

مشق نمبر ۵ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) صفت الوان و عیوب تلاش کر کے ان کا صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ (۲) وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا (۳) الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا (۴) كَأَنَّهُ جُمِلَتْ صُفُرٌ (۵) لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ (۶) إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ (۷) وَتَرْعَىٰ يَدَهُ الْاَهِمِي يَبْصَاءُ لِلنَّظِيرِينَ

اسْمُ الْمُبَالِغَةِ

۱: ۶۰ اسماء مشتقہ کے پہلے سبق یعنی اس کتاب کے پیرا گراف نمبر ۸: ۵۴ میں ہم نے ان کی چھ اقسام: اسم الفاعل، اسم المفعول، اسم الظرف، اسم الصفہ، اسم التفصیل اور اسم الالہ کا ذکر کیا تھا، جن میں سے اب تک ہم چار کے متعلق کچھ پڑھ چکے ہیں۔ وہاں ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ بعض حضرات اسم المبالغہ کو بھی مشتقات میں شمار کرتے ہیں۔ تاہم اسم المبالغہ چونکہ ایک طرح سے اسم الصفہ بھی ہے اس لئے ہم نے اسے مشتقات کی الگ مستقل قسم شمار نہیں کیا تھا۔ البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسم المبالغہ پر بھی کچھ بات کر لی جائے۔

۲: ۶۰ اب یہ بات سمجھ لیجئے کہ اسم المبالغہ میں بھی زیادہ تر ”کام کرنے والا“ کا ہی مفہوم ہوتا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ یہ مفہوم مبالغہ یعنی کام کی کثرت اور زیادتی کے معنی کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ (مارنا) سے اسم الفاعل ”ضَارِبٌ“ کے معنی ہوں گے ”مارنے والا“، جبکہ اس سے اسم المبالغہ ”ضَرَّابٌ“ کے معنی ہوں گے ”کثرت سے اور بہت زیادہ مارنے والا“۔

۳: ۶۰ اسماء صفت کی طرح اسم المبالغہ کے اوزان بھی متعدد ہیں۔ اور قیاس (مقررہ قواعد) سے زیادہ اس میں بھی سماع (اہل زبان سے سننا) پر انحصار کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے تین اوزان کا تعارف ہم کر دیتے جو کہ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

۴: ۶۰ اسم المبالغہ کا ایک وزن فَعَّالٌ ہے۔ اس میں کسی کام کو کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَّازٌ (بار بار بخشنے والا)۔ کسی کاریگری یا کاروبار کے پیشہ ورانہ ناموں کے لئے بھی زیادہ تر یہی وزن استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خَبَّازٌ (بار بار بکثرت روٹی بنانے والا یعنی نانپائی)۔ اسی طرح خَيَّاطٌ (درزی) بُزَّازٌ (کلا تھ مرنجٹ) وغیرہ۔

۵ : ۶۰ فَعُولٌ بھی مبالغہ کا وزن ہے۔ اس میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی کام کرے تو خوب دل کھول کر کرے۔ جیسے صَبُوْرٌ (بہت زیادہ صبر کرنے والا)۔ عَفُوْرٌ (بہت بخشنے والا) وغیرہ۔

۶ : ۶۰ فَعْلَانٌ کے وزن میں کسی صفت کے حد سے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے عَطِشٌ (پیا سا ہونا) سے عَظْشَانٌ (بے انتہا پیا سا) كَسِلٌ (ست ہونا) سے كَسْلَانٌ (بے انتہا ست) وغیرہ۔ فَعْلَانٌ کی مؤنث فَعْلَى کے وزن پر اور مذکر و مؤنث دونوں کی جمع فَعَالٌ یا فَعَالَى کے وزن پر آتی ہے۔ مثلاً عَطِشٌ (پیا سا ہونا) سے عَظْشَانٌ کی مؤنث عَظْشَى اور دونوں کی جمع عِظَاشٌ

غَضِبٌ (غضبناک ہونا) سے غَضْبَانٌ کی مؤنث غَضْبَى اور دونوں کی جمع غَضَابٌ، سَكِرٌ (مدہوش ہونا) سے سَكْرَانٌ کی مؤنث سَكْرَى اور دونوں کی جمع سُكَارَى، كَسِلٌ (ست ہونا) سے كَسْلَانٌ کی مؤنث كَسْلَى اور دونوں کی جمع كُسَالَى وغیرہ۔ ۷ : ۶۰ یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ فَعْلَانٌ (غیر منصرف) کبھی فَعْلَانٌ (معرب) بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے تَغْبَانٌ (تھکا ماندہ)۔ ایسی صورت میں اس کی مؤنث ”ة“ لگا کر بتاتے ہیں جیسے تَغْبَانَةٌ۔ نیز ایسی صورت میں مذکر اور مؤنث، دونوں کی جمع سالم استعمال ہوتی ہے۔ جیسے تَغْبَانُونَ۔ تَغْبَانَاتٌ۔

۸ : ۶۰ فَعُولٌ اور فَعِيلٌ میں کبھی ”ة“ لگا کر مؤنث بنائے ہیں اور کبھی مذکر کا ہی صیغہ مؤنث کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا قاعدہ سمجھ لیں۔ فَعُولٌ اگر بمعنی مفعول ہو، تب اس کے مذکر اور مؤنث میں ”ة“ لگا کر فرق کرتے ہیں۔ مثلاً جَمَلٌ حَمُولٌ (ایک بہت لادا گیا اونٹ) اور نَاقَةٌ حَمُولَةٌ (ایک بہت لادی گئی اونٹنی)۔ لیکن اگر فَعُولٌ بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَةٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والی عورت)۔

۹ : ۶۰ نوٹ کریں کہ فَعِيلٌ کے وزن میں مذکورہ بالا قاعدہ برعکس یعنی اِلْتِا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فَعِيلٌ جب بمعنی فاعل ہو، تب مذکر و مؤنث میں ”ة“ سے فرق کرتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ نَصِيْرٌ (ایک مدد کرنے والا مرد) اور اِمْرَاةٌ نَصِيْرَةٌ (ایک مدد کرنے والی عورت)۔ اور فَعِيلٌ جب بمعنی مفعول ہوتا ہے تو مذکر مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ جَرِيْعٌ (ایک زخمی کیا ہوا مرد)۔ اور اِمْرَاةٌ جَرِيْعَةٌ (ایک زخمی کی ہوئی عورت)۔

ذخیرہ الفاظ

أَشْرَأَ (س) أَشْرَأَ = اُکڑنا، اترانا
جَبَرْنَا (ن) جَبَرْنَا = قوت اور دباؤ سے کسی چیز کو درست کرنا، زبردستی کرنا
شَكَرْنَا (ن) شَكَرْنَا = نعمت کے احساس کا اظہار کرنا، شکریہ ادا کرنا
ظَلَمْنَا (ض) ظَلَمْنَا = کسی چیز کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا دینا، ظلم کرنا
ظَلِمْنَا (س) ظَلِمْنَا = روشنی کا معدوم ہونا، تاریک ہونا
جَحَدْنَا (ف) جَحَدْنَا = جان بوجھ کر انکار کرنا
خَتَرْنَا (ض) خَتَرْنَا = غداری کرنا، بری طرح بے وفائی کرنا
كَفَرْنَا (ن) كَفَرْنَا = کسی چیز کو چھپانا، انکار کرنا
عَفَرْنَا (ض) عَفَرْنَا = کسی چیز کو میل کچیل سے بچانے کے لئے ڈھانپ دینا، عذاب سے بچانے کے لئے گناہ کو چھپا دینا، ڈھانپ دینا، بخش دینا

مشق نمبر ۵۸

- مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم المبالغہ تلاش کر کے ان کا مادہ، وزن اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) ان کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(١) بَلْ هُوَ كَذَابٌ أَشَرُّ (٢) كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (٣) إِنَّ
 فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (٤) وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (٥) وَأَنَّ اللَّهَ
 لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَالَمِينَ (٦) وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ (٧) إِنَّ الْإِنْسَانَ
 لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (٨) وَقَالُوا يَمْحُوسَى إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ (٩) وَكَانَ الشَّيْطَانُ
 لِرَبِّهِ كَفُورًا

اسم التفضیل (۱)

۱: ۶۱ آپ کو یاد ہو گا کہ انگریزی میں کسی موصوف کی صفت میں دوسروں پر برتری یا زیادتی ظاہر کرنے کے لئے Comparative اور Superlative Degree کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً Good سے Better اور Best۔ اسی طرح عربی میں بھی کسی موصوف کی صفت کو دوسروں کے مقابلہ میں برتر یا زیادہ ظاہر کرنے کے لئے جو اسم استعمال ہوتا ہے اسے اسم التفضیل کہتے ہیں، جس کے لفظی معنی ہیں ”فضیلت دینے کا اسم“ کسی صفت میں خواہ اچھائی کا مفہوم ہو یا برائی کا، دونوں کی زیادتی کے اظہار کے لئے استعمال ہونے والے اسم کو اسم التفضیل ہی کہا جائے گا۔ اس بات کو فی الحال انگریزی کی مثال سے یوں سمجھ لیں کہ Good اسم الصفہ ہے جبکہ Better اور Best دونوں اسم التفضیل ہیں۔ اسی طرح Bad اسم الصفہ ہے جبکہ Worst اور Worse دونوں اسم التفضیل ہیں۔

۲: ۶۱ خیال رہے کہ اسم المبالغہ میں بھی صفت کی زیادتی کا مفہوم ہوتا ہے لیکن اس میں کسی سے تقابل کے بغیر موصوف میں فی نفسہ اس صفت کے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے، جبکہ اسم التفضیل میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ موصوف میں مذکورہ صفت کسی کے مقابلہ میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بات کو فی الحال اردو کی مثال سے سمجھ لیں۔ اگر ہم کہیں ”یہ لڑکا بہت اچھا ہے“ تو اس جملہ میں ”بہت اچھا“ اسم المبالغہ ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں ”یہ لڑکا اس لڑکے سے زیادہ اچھا ہے“ یا ”یہ لڑکا سب سے اچھا ہے“ تو اب ”زیادہ اچھا“ اور ”سب سے اچھا“ دونوں اسم التفضیل ہیں، اس لئے کہ ان دونوں میں تقابل کا مفہوم شامل ہے۔

۳: ۶۱ عربی زبان میں واحد مذکر کے لئے اسم التفضیل کا وزن ”أَفْعُلُ“ اور واحد مونث کے لئے ”فَعْلٰی“ ہے اور ان کی نحوی گردان مندرجہ ذیل ہے :

نصب	رفع	جر	
أَفْعَلْ	أَفْعُلْ	أَفْعَلْ	مذکر واحد
أَفْعَلَيْنِ	أَفْعَلَانِ	أَفْعَلَيْنِ	مذکر تشبیہ
أَفَاعِلْ	أَفَاعِلْ	أَفَاعِلْ	مذکر جمع مکسر
أَفْعَلَيْنِ	أَفْعَلُونِ	أَفْعَلَيْنِ	مذکر جمع سالم
فُعْلَى	فُعْلَى	فُعْلَى	مؤنث واحد
فُعْلَيْنِ	فُعْلَانِ	فُعْلَيْنِ	مؤنث تشبیہ
فُعْلَيَاتِ	فُعْلَيَاتِ	فُعْلَيَاتِ	مؤنث جمع سالم
فُعْلًا	فُعْلًا	فُعْلًا	مؤنث جمع مکسر

۴ : ۶۱ اس سے پہلے پیرا گراف ۵۹:۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ الوان و عیوب کے واحد مذکر کا وزن بھی افعِل ہی ہوتا ہے مگر دونوں کی نحوی گردان میں فرق ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل فرق کو خاص طور سے نوٹ کر کے ذہن نشین کریں۔

(i) افعِل التفضیل میں جمع مذکر کے صیغے میں جمع مکسر کا وزن مختلف ہے۔ نیز اس کی جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔ (ii) افعِل التفضیل میں واحد مؤنث کا وزن مختلف ہے اور یہ وہی وزن ہے جو اس کتاب کے پہلے حصہ کے پیرا گراف ۳ : ۴ اور ۴ : ۴ میں الف مقصورہ کے عنوان سے پڑھایا گیا تھا۔ نیز فُعْلَى کا وزن مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ (iii) افعِل التفضیل میں جمع مؤنث کے صیغے میں جمع مکسر کا وزن مختلف ہے یعنی فُعْلًا کے بجائے فُعْلًا ہے۔ نیز اس کے جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔

۵ : ۶۱ اسم التفضیل ہمیشہ فعل ثلاثی مجرد سے ہی بنتا ہے اور صرف ان افعال سے جن میں الوان و عیوب والا مفہوم نہ ہو۔ کیونکہ ان سے افعِل التفضیل کے بجائے افعِل الوان و عیوب کے صیغے استعمال ہوں گے۔ اسی طرح سے کسی مزید فیہ فعل سے

بھی فعل التفصیل کے صیغے نہیں بن سکتے۔ اگر کبھی ضرورت کے تحت الوان و عیوب والے فعل ثلاثی مجرد یا مزید فیہ کے کسی فعل سے اسم التفصیل استعمال کرنا پڑے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حسب موقع أَشَدُّ (زیادہ سخت) اَكْثَرُ (مقدار یا تعداد میں زیادہ) اَعْظَمُ (عظمت میں زیادہ) وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر لگا دیتے ہیں۔ مثلاً أَشَدُّ سَوَادًا (زیادہ سیاہ) اَكْثَرُ اخْتِيَارًا (اختیار میں زیادہ) اَعْظَمُ تَوْقِيرًا (عزت کی عظمت میں زیادہ) وغیرہ۔ ایسے الفاظ کے ساتھ متعلقہ فعل کا جو مصدر استعمال ہوتا ہے اسے ”نَمِيزُ“ کہتے ہیں۔ تمیز عموماً واحد اور نکرہ استعمال ہوتی ہے اور ہمیشہ حالت نصب میں ہوتی ہے۔

۶ : ۶۱ فعل التفصیل کے درج ذیل چند استثنیٰ ہیں۔ مثلاً خَيْرٌ (زیادہ اچھا) اور شَرٌّ (زیادہ برا) کے الفاظ ہیں جو دراصل اَخْيَرُ اور اَشَرُّ (بروزن الفعل) تھے، مگر یہ اپنی اصل شکل میں شاذ ہی (کبھی شعر و ادب میں) استعمال ہوتے ہیں، ورنہ ان کا زیادہ تر استعمال خَيْرٌ اور شَرٌّ ہی ہے۔ اسی طرح اُخْوَى (دوسری) کی جمع مندرجہ بالا قاعدہ کے مطابق اُخْوٌ (بروزن فَعْلٌ) آنی چاہئے مگر یہ لفظ غیر منصرف یعنی اُخْوٌ استعمال ہوتا ہے۔

مشق نمبر ۵۵

مندرجہ ذیل افعال سے اسم التفصیل بنا کر ان کی نحوی گردان کریں۔

- (i) حَسَنٌ (ک) حَسَنًا = خوبصورت ہونا۔
- (ii) سَفِيلٌ (ن) س' (ک) سَفِيلًا، سَفُولًا = پست ہونا، حقیر ہونا۔
- (iii) كَبِيرٌ (ک) = بڑا ہونا۔

اِسْمُ التَّفْضِيلِ (۲)

۶۲ : ۱ گزشتہ سبق میں آپ نے اسم التفضیل کی مختلف صورتیں (مذکر، مؤنث، واحد، جمع وغیرہ) بنانے کا طریقہ پڑھ لیا ہے۔ اب اس سبق میں ہم آپ کو عبارت میں اس کے استعمال کے متعلق کچھ بتائیں گے۔

۶۲ : ۲ اسم التفضیل دو اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اولاً یہ کہ دو چیزوں یا اشخاص وغیرہ میں سے کسی ایک کی صفت (اچھی یا بری) کو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لئے۔ اسے تفضیل بعض کہتے ہیں۔ اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Comparative Degree کہتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ کسی چیز یا شخص کی صفت کو باقی تمام چیزوں یا اشخاص کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لئے۔ اسے تفضیل کل کہتے ہیں اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Superlative Degree کہتے ہیں۔

۶۲ : ۳ اسم التفضیل کو تفضیل بعض کے مفہوم میں استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کے بعد مَن لگا کر اس چیز یا شخص کا ذکر کرتے ہیں جس پر موصوف کی صفت کی زیادتی بتانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً زَيْدٌ أَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ (زید عمر سے زیادہ خوبصورت ہے)۔ اس جملہ میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور أَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ اس کی خبر ہے۔

۶۲ : ۴ اب ایک اہم بات یہ نوٹ کر لیں کہ مَن کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل کا صیغہ ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہے گا چاہے اس کا موصوف (یعنی مبتدا) تشبیہ یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً اَلزَّجَلَانِ أَجْمَلُ مِنْ زَيْدٍ۔ یا عَائِشَةُ أَجْمَلُ مِنْ زَيْنَبَ۔ اَلنِّسَاءُ أَجْمَلُ مِنَ الرِّجَالِ وغیرہ۔

۶۲ : ۵ اسم التفضیل کو تفضیل کل کے مفہوم میں استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو معرف باللام کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَلزَّجَلُ

الْأَفْضَلُ (سب سے زیادہ افضل مرد)۔ نوٹ کر لیں کہ ایسی صورت میں اسم التفصیل اپنے موصوف کے ساتھ مل کر مرکب تو مصیفی بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی صورت میں اسم التفصیل کی اپنے موصوف کے ساتھ جنس اور عدد میں مطابقت ضروری ہے۔ مثلاً الْعَالِمُ الْأَفْضَلُ۔ الْعَالِمَانِ الْأَفْضَلَانِ۔ الْعَالِمُونَ الْأَفْضَلُونَ۔ الْعَالِمَةُ الْفُضْلَى۔ الْعَالِمَتَانِ الْفُضْلَيَانِ۔ الْعَالِمَاتُ الْفُضْلَيَاتُ۔

۶۲ : ۶ اسم التفصیل کو تفصیلِ کل کے مفہوم میں استعمال کرنے کا دو سرا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفصیل کو مضاف بنا کر لاتے ہیں اور مضاف الیہ میں ان کا ذکر ہوتا ہے جن پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہو۔ مثلاً زَيْدٌ أَغْلَمُ النَّاسِ (زید تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے)۔ نوٹ کر لیں کہ ایسی صورت میں یہ جملہ اسمیہ ہے۔ زَيْدٌ مبتدا ہے اور أَغْلَمُ النَّاسِ مرکب اضافی بن کر اس کی خبر بن رہا ہے۔

۶۲ : ۷ اسم التفصیل جب مضاف ہو تو جنس اور عدد کے لحاظ سے اپنے موصوف سے اس کی مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہیں۔ مثلاً الْأَنْبِيَاءُ الْأَفْضَلُ النَّاسِ بھی درست ہے اور الْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ النَّاسِ یا الْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُوا النَّاسِ بھی درست ہے۔ اسی طرح سے مَرْيَمُ فَضْلَى النِّسَاءِ اور مَرْيَمُ أَفْضَلُ النِّسَاءِ دونوں درست ہیں۔

۶۲ : ۸ خَيْرٌ اور شَرٌّ کے الفاظ بطور اسم التفصیل مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں، یعنی تفصیلِ بعض کے لئے بھی جیسے اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ (الاعراف : ۱۲)۔ اور تفصیلِ کل کے مفہوم میں بھی، جیسے بَلِ اللّٰهُ مُؤَلِّمُكُمْ وَهُوَ خَيْرُ الْمُصَرِّفِينَ (آل عمران : ۱۵۰)۔ اُولَئِكَ هُم شَرُّ الْبَرِيَّةِ (البینہ : ۶)۔

۶۲ : ۹ اسم التفصیل کے استعمال میں بعض دفعہ اس کو حذف کر دیتے ہیں جس پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح جملہ میں صرف اسم التفصیل ہی باقی رہ جاتا ہے۔ تاہم عبارت کے سیاق و سباق یا کسی قرینے سے اس کو سمجھا جاسکتا

ہے۔ مثلاً ”اللّٰهُ اَكْبَرُ“ دراصل ”اللّٰهُ اَكْبَرُ كُلِّ شَيْءٍ“ یا ”اللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ“ ہے، اس لئے اس کا ترجمہ ”اللہ بہت بڑا ہے“ کرنے کے بجائے ”اللہ سب سے بڑا ہے“ کرنا زیادہ موزوں ہے۔ اسی طرح الصَّلٰحُ خَيْرٌ (النساء : ۱۲۸) گویا الصِّلٰحُ خَيْرٌ اَلْاُمُوْر ہے، یعنی صلح سب باتوں سے بہتر ہے۔

۱۰ : ۶۲ پیرا گراف ۵ : ۶۱ میں آپ نے پڑھا ہے کہ الوان و عیوب کے افعال مجرور اور مزید فیہ سے اسم التفصیل تو نہیں بنتا لیکن اَكْثَرُ اَشَدُّ وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر بطور تمیز لگا کر یہی مفہوم ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ بعض دفعہ کسی فعل سے اسم التفصیل بن سکتا ہے لیکن بہتر ادبی انداز بیان کی خاطر اَكْثَرُ کی قسم کے کسی لفظ کے ساتھ اس فعل کا مصدر ہی بطور تمیز استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً نَفَعَ (ف) سے اسم التفصیل اَنْفَعُ بن سکتا ہے لیکن اَكْثَرُ نَفْعًا کہنا زیادہ بہتر لگتا ہے۔ اس طرح تمیز کا استعمال قرآن کریم میں بکثرت آیا ہے اور یہ استعمال صرف الوان و عیوب یا مزید فیہ تک محدود نہیں ہے۔ مثلاً اَكْثَرُ مَا لَا (کثرت والا بلحاظ مال کے) اَضْعَفُ جُنْدًا (زیادہ کمزور بلحاظ لشکر کے) اَصْدَقُ حَدِيثًا (زیادہ سچا بلحاظ بات کے) وغیرہ۔ اَكْثَرُ کی قسم کے الفاظ کے بغیر بھی اسم التفصیل کے ساتھ تمیز کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ جیسے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (اور اللہ سے زیادہ اچھا کون ہے بلحاظ رنگ کے)۔ اسم التفصیل کے ساتھ تمیز کے اس استعمال کو سمجھ لینے سے آپ کو قرآن کریم کی بہت سی عبارتوں کے فہم میں مدد ملے گی۔

ذخیرۃ الفاظ

فُتِنَ (ض) فِتْنًا = سونے کو پگھلا کر کھراکھوٹا معلوم کرنا آزمائش میں ڈالنا، گمراہ کرنا۔	فَضَّلَ (ن) فَضْلًا = اوسط سے زائد ہونا۔
آزمائش میں پڑنا، گمراہ ہونا۔ (لازم و متعدی)	(تفعیل) = ترجیح دینا، فضیلت دینا۔
فِتْنَةٌ = آزمائش، گمراہی۔	فَضْلٌ = زیادتی (اجمالی میں)۔
فَضَحَ (ک) فَضَاحَةً = خوش بیان ہونا۔	فُضِّلَ = ضرورت سے زائد چیز (ناپسندیدہ)۔
	فَضِيلَةٌ = مرتبہ میں بلندی

مشق نمبر ۶۰

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات کا ترجمہ کریں :

- (۱) وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (۲) وَإِنَّهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا (۳) أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (۴) وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (۵) فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ بِآيَاتِ اللَّهِ (۶) وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (۷) وَلِلْآخِرَةِ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا (۸) وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا (۹) وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ (۱۰) لَخَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (۱۱) فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضَعُفٌ نَاصِرًا (۱۲) فَيَعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (۱۳) إِنَّا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا (۱۴) الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا

اسم الآله

۱ : ۶۳ اسم الآله وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز کو بتائے جو کسی کام کے کرنے کا ذریعہ ہو، یعنی وہ اوزار یا ہتھیار جن کے ذریعہ وہ کام کیا جاتا ہے۔ اردو میں لفظ ”آلہ“ بمعنی ”اوزار“ عام مستعمل ہے۔

۲ : ۶۳ اسم آلہ کے لئے تین اوزان استعمال ہوتے ہیں : مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ اور مِفْعَالٌ۔ کسی ایک فعل سے اسم الآلہ تینوں وزن پر بن سکتا ہے، تاہم اہل زبان ان میں سے کسی ایک وزن پر بننے والا لفظ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً فعل نَشَر (ن) کے ایک معنی ”ککڑی کو چیرنا“ ہوتے ہیں۔ اس سے اسم آلہ مَنَشَرٌ، مَنَشْرَةٌ اور مَنَشَارٌ (چیرنے کا آلہ یعنی آری) بنتا ہے، تاہم مَنَشَارٌ زیادہ مستعمل ہے۔ فعل بَرَدَ (ن) کے ایک معنی ”لوہے وغیرہ کو چھیل کر برادہ بنانا“ ہیں۔ اس سے اسم آلہ مَبْرَدٌ، مَبْرَدَةٌ اور مَبْرَادٌ بن سکتے ہیں، تاہم مَبْرَدٌ (ریقی) زیادہ استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔ مَسْحَنٌ (ک) ”پانی وغیرہ کا گرم ہونا“ سے اسم آلہ مَسْحَنٌ، مَسْحَنَةٌ اور مَسْحَانٌ بن سکتے ہیں لیکن مَسْحَنَةٌ (واٹر ہیٹر) زیادہ استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔

۳ : ۶۳ اسم آلہ لازم اور متعدی دونوں طرح کے فعل سے بن سکتا ہے جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔ لیکن یہ زیادہ تر فعل متعدی سے ہی آتا ہے۔ البتہ یہ نوٹ کر لیں کہ اسم آلہ صرف فعل ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے، مزید فیہ سے نہیں بنتا۔ اگر ضرورت ہو تو لفظ ”آلہ“ یا اس کے کسی ہم معنی لفظ کو بطور مضاف لاکر متعلقہ فعل کے مصدر کو اس کا مضاف الیہ کر دیتے ہیں، جیسے آلَةُ الْقِتَالِ۔

۴ : ۶۳ اسم الآلہ کے اوزان سے تشبیہ تو حسب قاعدہ ان اور بن لگا کر ہی بنے گا۔ یعنی مِفْعَلَانِ اور مِفْعَلَيْنِ، مِفْعَلَتَانِ اور مِفْعَلَتَيْنِ، مِفْعَالَانِ اور مِفْعَالَيْنِ، البتہ ان کی جمع ہمیشہ جمع کسر آتی ہے۔ مِفْعَلٌ اور مِفْعَلَةٌ دونوں کی جمع مَفَاعِلُ کے وزن پر آتی ہے اور مِفْعَالٌ کی جمع مَفَاعِلُ کے وزن پر آتی ہے۔ امید ہے آپ نے نوٹ کر لیا

ہو گا کہ اسم آلہ کی جمع کے دونوں وزن غیر منصرف ہیں۔ اس طرح **مِنْشَرٌ** یا **مِنْشَرَةٌ** دونوں کی جمع **مَنْشِرٌ** آئے گی اور **مِنْشَارٌ** کی جمع **مَنْشِرٌ** آئے گی۔

۵ : ۶۳ یہ ضروری نہیں ہے کہ ”کسی کام کو کرنے کا آلہ“ کا مفہوم دینے والا ہر لفظ مقررہ وزن پر استعمال ہو، بلکہ عربی زبان میں بعض آلات کے لئے الگ خاص الفاظ مقرر اور مستعمل ہیں مثلاً **قَفْلٌ** (تالا) **سِكِّينٌ** (چھری) **سَيْفٌ** (تلوار) **قَلَمٌ** (قلم) وغیرہ۔ تاہم اس قسم کے الفاظ کو ہم اسم الآلہ نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ اسم الآلہ وہی اسم مشتق ہے جو مقررہ اوزان میں سے کسی وزن پر بنایا گیا ہو۔

۶ : ۶۳ اسماء مشتقہ پر بات ختم کرنے سے پہلے ذہن میں دوبارہ تازہ کر کے یاد کر لیں کہ :

(i) ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کے لئے جب علامت مضارع ہٹا کر اس جگہ میم لگاتے ہیں تو اس پر ضمہ (پیش) آتی ہے۔ جیسے **يَعْلَمُ** سے **مُعَلِّمٌ** اور **مُعَلَّمٌ**۔

(ii) **مَفْعُولٌ** اور اسم الظرف کے دونوں اوزان **مَفْعَلٌ** اور **مَفْعِلٌ** کی میم پر فتح (زبر) آتی ہے۔

(iii) اسم الآلہ کے تینوں اوزان کی میم پر کسرہ (زیر) آتی ہے۔

مشق نمبر ۶۰

مندرجہ ذیل اسماء آلات کا مادہ نکالیں :

- ۱۔ **مِنْسَجٌ** (کپڑا بننے کی کھدی) ۲۔ **مِغْفَرٌ** (سر کی حفاظت والی ٹوپی **Helmet**)
- ۳۔ **مِنْقَبٌ** (سوراخ کرنے یا **Drilling** کرنے کی مشین) ۴۔ **مِذْفَعٌ** (توپ)
- ۵۔ **مِنْجَلٌ** (درانتی) ۶۔ **مِنْظَرٌ** (لیکیر بنانے کا رولر) ۷۔ **مِکْنَسَةٌ** (جھاڑو) ۸۔ **مِئَلَقَةٌ** (چمچ) ۹۔ **مِنْشَفَةٌ** (تولیہ) ۱۰۔ **مِظْرَقَةٌ** (خرا د مشین) ۱۱۔ **مِغْرِقَةٌ** (ڈونگا) ۱۲۔ **مِفْتَاحٌ** (کنجی) ۱۳۔ **مِقْرَاهَضٌ** (قینچی) ۱۴۔ **مِنْظَارٌ** (دور بین) ۱۵۔ **مِنْفَاحٌ** (ہوا بھرنے کا پمپ) ۱۶۔ **مِصْبَاحٌ** (چراغ)

غیر صحیح افعال

۱ : ۶۴ عربی میں فعل کی تقسیم کئی لحاظ سے کی گئی ہے۔ مثلاً زمانہ کے لحاظ سے فعل ماضی اور مضارع کی تقسیم یا مادہ میں حروف کی تعداد کے لحاظ سے ثلاثی اور رباعی کی تقسیم۔ یا فعل ثلاثی مجرد و مزید فیہ، فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی وغیرہ۔ اسی طرح افعال صحیح اور افعال غیر صحیح کی بھی ایک تقسیم ہے۔

۲ : ۶۴ جو فعل اپنے وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے اسے فعل صحیح کہتے ہیں۔ لیکن کچھ افعال بعض اوقات (ہمیشہ نہیں) اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔ مثلاً لفظ ”کَانَ“ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کا مادہ ”ک و ن ہے“ اس کا پسلا صیغہ فَعَلَ کے وزن پر ”کَوْنُ“ ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا استعمال کَانَ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے افعال کو اس کتاب میں ہم غیر صحیح افعال کہیں گے۔

۳ : ۶۴ عربی گرامر کی کتابوں میں عام طور پر ”غیر صحیح افعال“ کی اصطلاح کا استعمال، ان کی تقسیم اور پھر ان کی ذیلی تقسیم مختلف انداز میں دی ہوئی ہے جو اعلیٰ علمی سطح کی بحث ہے۔ اور ابتدا سے ہی طلبہ کو اس میں الجھا دینا ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس لئے ان سے گریز کی راہ اختیار کرتے ہوئے غیر صحیح کی اصطلاح میں ہم ایسے تمام افعال کو شامل کر رہے ہیں جو کسی بھی وجہ سے بعض اوقات اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔

۴ : ۶۴ اب ہمیں ان وجوہات کا جائزہ لینا ہے جن کی وجہ سے کوئی فعل ”غیر صحیح“ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ آپ ہمزہ اور الف کا فرق اور ”حروف علت“ کا مطلب سمجھ لیں۔

۵ : ۶۴ عربی میں ہمزہ اور الف، دو مختلف چیزیں ہیں۔ ان میں جو بنیادی فرق ہے

انہیں ذہن نشین کر کے یاد کر لیں۔

(i) ہمزہ پر کوئی حرکت یعنی ضمہ، فتح، کسرہ یا علامت سکون ضرور ہوتی ہے یعنی یہ خالی نہیں ہوتا۔ جبکہ الف پر کوئی حرکت یا سکون کبھی نہیں آتا اور یہ ہمیشہ خالی ہوتا ہے۔ اور صرف اپنے سے ماقبل مفتوح (زبر والے) حرف کو کھینچنے کا کام دیتا ہے جیسے ب سے با۔

(ii) ہمزہ کسی لفظ کے ابتداء میں بھی آتا ہے، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی، جبکہ الف کسی لفظ کے ابتداء میں کبھی نہیں آتا، بلکہ یہ ہمیشہ کسی حرف کے بعد آتا ہے۔ آپ کو انسانی، اَنْهَارٌ، اُمَّهَاتٌ جیسے الفاظ کے شروع میں جو ”الف“ نظر آتا ہے، یہ درحقیقت الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے۔ جبکہ انہی الفاظ کے حروف ”س“ اور ”ھ“ کے بعد ہمزہ نہیں بلکہ الف ہے۔

(iii) ہمزہ سے پہلے حرف پر حرکات ثلاثہ یا سکون میں سے کچھ بھی آسکتا ہے جبکہ الف سے پہلے حرف پر ہمیشہ فتح (زبر) آتی ہے۔

(iv) کسی مادہ میں فا، عین یا لام کلمہ کی جگہ ہمزہ آسکتا ہے جبکہ الف کبھی کسی مادہ کا جز نہیں ہوتا۔

۶: ۶۴ حرف علت ایسے حرف کو کہتے ہیں جو کسی مادہ میں آجائے تو وہ فعل غیر صحیح ہو جاتا ہے۔ ایسے حروف دو ہیں، واو (و) اور یا (ی)۔ عربی گرامر کی اکثر کتابوں میں الف کو بھی حرف علت شمار کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ الف کسی مادہ کا جز نہیں بنتا اس لئے اس کتاب میں ہم حروف علت کی اصطلاح صرف ”و“ اور ”ی“ کے لئے استعمال کریں گے۔

۷: ۶۴ کسی فعل کے غیر صحیح ہونے کی تین وجوہات ہوتی ہیں۔ کسی مادہ میں جب فا عین اور لام کلمہ میں کسی جگہ پر (i) جب ہمزہ آجائے، (ii) ایک ہی حرف دو مرتبہ آجائے یا (iii) کسی جگہ کوئی حرف علت آجائے۔ ان وجوہات کی بنیاد پر افعال صحیح اور غیر صحیح کی کل سات قسمیں بنتی ہیں۔ آپ انہیں سمجھ کر یاد کر لیں۔

(۱) صحیح : جس کے مادے میں نہ ہمزہ ہو نہ ایک حرف کی تکرار ہو اور نہ ہی کوئی حرف علت ہو جیسے ذَخَلَ۔

(۲) مَمُوز : جس کے مادہ میں کسی جگہ ہمزہ آجائے جیسے اَكَلَ، سَقَلَ، قَرَأَ۔

(۳) مضاعف : جس کے مادہ میں کسی حرف کی تکرار ہو جیسے ضَلَّ۔

(۴) مثال : جس کے مادہ میں فاکلمہ کی جگہ حرف علت آئے جیسے وَعَدَ۔

(۵) اجوف : جس کے مادہ میں عین کلمہ کی جگہ صرف علت آئے جیسے قَوْلَ۔

(۶) ناقص : جس کے مادہ میں لام کلمہ کی جگہ حرف علت آئے جیسے حَشِيَ۔

(۷) لفیف : جس کے مادہ میں حرف علت دو مرتبہ آئے جیسے وَقَى۔

۸ : ۶۴ اب ایک اہم بات یہ نوٹ کر لیں کہ اب تک مادہ کے حروف کی جو بات ہوئی ہے اس کی بنیاد فاعین اور لام کلمہ ہے۔ اس لئے کسی لفظ میں اگر فاعین اور لام کلمہ کے علاوہ کسی جگہ ہمزہ یا حرف علت آجائے تو اس کی وجہ سے وہ لفظ غیر صحیح شمار نہیں کیا جائے گا۔ جیسے باب افعال کا پہلا صیغہ أَفْعَلَ ہے۔ اس کا ہمزہ فاعی یا ل کلمہ کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے صحیح حروف کے مادوں سے جتنے الفاظ اس وزن پر بنیں گے وہ مَمُوز نہیں ہوں گے۔ مثلاً اَذْخَلَ، اَكْرَمَ، اَخْرَجَ وغیرہ مَمُوز نہیں ہیں۔ اسی طرح ماضی معروف میں مذکر غائب کے لئے تثنیہ اور جمع کے صیغوں کا وزن فَعْلًا اور فَعْلُوا ہے۔ ان میں ”الف“ اور ”و“ ہیں لیکن یہ بھی فاعل کے علاوہ ہیں۔ اس لئے صحیح حروف کے مادوں سے جتنے الفاظ ان اوزان پر بنیں گے وہ غیر صحیح نہیں ہوں گے۔ مثلاً ضَرَبَا، ضَرَبُوا یا شَرَبَا، شَرَبُوا وغیرہ۔ باب تَفْعِيل اور تَفَعُّل میں عین کلمہ پر تشدید آنے کی وجہ سے وہ مضاعف نہیں ہوتے اس لئے کہ وہاں عین کلمہ ہی کی تکرار ہوتی ہے۔

مشق نمبر ۶۲

مندرجہ ذیل مادوں کے متعلق بتائیے کہ وہ ہفت اقسام کی کونسی قسم سے متعلق ہیں۔ جو مادے بیک وقت دو اقسام سے متعلق ہوں ان کی دونوں اقسام بتائیں۔

ء م ر - ء م م - ج ی ء - ر و ی - و ر ی - ی س ر - س ر ر - ء س س -
ق و ل - ب ی ع - س و ی - ر ض و - ر ء ی - و ق ی - ب ر ء -
س ء ل -

مہموز (۱)

۱ : ۶۵ گزشتہ سبق میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ جس فعل کے مادہ میں کسی جگہ ہمزہ آجائے تو اسے مہموز کہتے ہیں، اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اگر فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ آتا ہے تو اسے مہموز الفاء کہتے ہیں جیسے اَکَل۔ اگر عین کلمہ کی جگہ ہمزہ آئے تو وہ مہموز العین ہوتا ہے جیسے سَئِل اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو تو وہ مہموز اللام ہوتا ہے جیسے قَرَّء۔

۲ : ۶۵ زیادہ تر تبدیلیاں مہموز الفاء میں ہوتی ہیں جبکہ مہموز العین اور مہموز اللام میں تبدیلی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ مہموز الفاء میں تبدیلیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ (۱) لازمی تبدیلی اور (۲) اختیاری تبدیلی۔ لازمی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہل زبان یعنی عرب کے تمام مختلف قبائل ایسے موقع پر لفظ کو ضرور ہی بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔ اور اختیاری تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے بعض قبائل ایسے موقع پر لفظ کو اصلی شکل میں اور بعض قبائل تبدیل شدہ شکل میں بولتے اور لکھتے ہیں۔ اسی لئے دونوں صورتیں جائز اور رائج ہیں۔

۳ : ۶۵ اب مہموز کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات اور سمجھ لیں کسی حرف پر دی گئی حرکت کو ذرا کھینچ کر پڑھنے سے کبھی الف، کبھی ”و“ اور کبھی ”ی“ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ب سے ”با“ ب سے بُو اور ب سے بی وغیرہ۔ چونکہ فتح کو کھینچنے سے ”الف“ ضمہ کو کھینچنے سے ”و“ اور کسرہ کو کھینچنے سے ”ی“ پیدا ہوتی ہے، اس لئے کہتے ہیں کہ :

(i) فتح کو الف سے (ہمزہ سے نہیں) مناسبت ہے۔

(ii) ضمہ کو ”و“ سے مناسبت ہے، اور

(iii) کسرہ کو ”ی“ سے مناسبت ہے۔

۴ : ۶۵ مموز الفاء میں لازمی تبدیلی کا صرف ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ یہ کہ جب کسی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں اور ان میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف میں لازماً بدل دیا جاتا ہے۔ یعنی پہلے ہمزہ پر اگر فتح (--) ہو تو ساکن ہمزہ کو الف سے کسرہ (--) ہو تو ”ی“ سے اور ضمہ (--) ہو تو ”و“ سے بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔

۵ : ۶۵ مثال کے طور پر ہم لفظ اَمِنْ (امن میں ہونا) کو لیتے ہیں۔ یہ لفظ باب افعال کے پہلے صیغہ میں اَفْعَلَ کے وزن پر اَ اَمَنْ بنے گا۔ قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ الف میں تبدیل ہو گا تو اَمِنْ استعمال ہو گا۔ اس کا مصدر اِفْعَالُ کے وزن پر اِ اَمَانُ بنے گا لیکن اِ اَمَانُ استعمال ہو گا۔ اسی طرح باب افعال میں مضارع کے واحد متکلم کا وزن اَفْعِلْ ہے جس پر یہ لفظ اُ اَمِلْ بنے گا لیکن اُ اَمِلْ استعمال ہو گا۔

۶ : ۶۵ مذکورہ بالا قاعدہ کو آسانی سے یاد کرنے کی غرض سے ایک فارمولے کی شکل میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ : ءَءَ=اَءَءَ=ئِئِ اور ءَءَ=ؤؤ۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ہمزہ مفتوحہ (ء) کے بعد جب الف آتا ہے تو اس کو لکھنے کے تین طریقے ہیں۔ (۱) ءَ (۲) اَ (۳) آ۔ ان میں سے تیسرا طریقہ عام عربی میں بلکہ اردو میں بھی مستعمل ہے، جبکہ پہلا اور دوسرا طریقہ صرف قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

۷ : ۶۵ مموز میں اختیاری تبدیلیوں کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات ذہن میں واضح کر لیں۔ ابھی پیرا گراف ۳ : ۶۵ میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ لازمی تبدیلی وہیں ہوتی ہے جہاں ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہو جائیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ اختیاری تبدیلی اس وقت ہوتی ہے جب کسی لفظ میں ہمزہ ایک دفعہ آیا ہو۔

۸ : ۶۵ اختیاری تبدیلی کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ ساکن ہو اور اس کے ماقبل ہمزہ کے علاوہ کوئی دوسرا حرف متحرک ہو تو ایسی صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی حرکت

کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ جیسے زَا شُ کو زَا شُ ذِئْبُ (بھینڑیا) کو ذِئْبُ اور مُؤْمِنُ کو مُؤْمِنُ بولایا لکھا جاسکتا ہے اور بعض قراءتوں میں یہ لفظ اسی طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

۹ : ۶۵ اختیاری تبدیلی کا دو سرا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ اگر مفتوحہ ہو اور اس کے ماقبل حرف پر ضمہ یا کسرہ ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرکت کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ لیکن تبدیل شدہ حرف پر فتح برقرار رہے گی۔ جیسے هُزْءٌ کو هُزُوًا اور كُفُوًا کو كُفُوًا پڑھا جاسکتا ہے۔ قراءت حفص میں جو پاکستان اور دیگر مشرقی ممالک میں رائج ہے یہ الفاظ اپنی بدلی ہوئی شکل میں هُزُوًا اور كُفُوًا پڑھے جاتے ہیں، مگر ورش کی قراءت میں جو بیشتر افریقی ممالک میں رائج ہے، یہ الفاظ اپنی اصلی شکل میں هُزْءٌ اور كُفُوًا پڑھے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ اصلی شکل میں ”و“ صرف ہمزہ کی کرسی ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ تلفظ میں آتی ہے۔ اسی طرح مِئَةٌ (ایک سو) کو مِئَةٌ، فِئَةٌ اور لِئَلًا کو لِئَلًا پڑھا جاسکتا ہے اور بعض دوسری قراءتوں میں یہ لفظ اس طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

۱۰ : ۶۵ اختیاری تبدیلی کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ہمزہ متحرک ہو اور اس سے ماقبل ساکن واو (و) یا ساکن یاء (ی) ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف میں بدل کر دونوں کا ادغام کر سکتے ہیں۔ جیسے نَبَاً سے فَعِيلٌ کے وزن پر صفت نَبِيٌّ بنتی ہے اور بعض قراءتوں میں یہ لفظ اسی طرح پڑھا بھی جاتا ہے، جبکہ ہماری قراءت میں اس کو بدل کر نَبِيٌّ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی نَبِيٌّ = نَبِيٌّ = نَبِيٌّ

۱۱ : ۶۵ مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لئے آپ کو دیئے ہوئے لفظ کی صرف صغیر کرنی ہوگی۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم ذیل میں لفظ آمِن کی ثلاثی مجرد اور باب افعال سے صرف صغیر دے رہے ہیں۔ اس کی پہلی لائن میں لفظ کی اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل شدہ شکل دی گئی ہے۔ دوسری لائن میں جو اشارے دیئے گئے ہیں ان کی وضاحت درج ذیل ہے۔

(ل) = لازمی تبدیلی۔

(ج) = جائز یعنی اختیاری تبدیلی۔

(x) = تبدیلی نہیں ہوگی۔

صرف صغیر

باب	ماضی	مضارع	فعل امر	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	أَمِنَ	يَأْمَنُ	اِئْمَنُ	أَمِنٌ	مَأْمُونٌ	أَمْنٌ
	(x)	يَأْمَنُ (ج)	اِئْمَنُ (ل)	(x)	مَأْمُونٌ (ج)	(x)
باب افعال	أَآمَنَ	يُؤْمِنُ	أَآمِنُ	مُؤْمِنٌ	مُؤْمِنٌ	إِئْمَانٌ
	آَمَنَ (ل)	يُؤْمِنُ (ج)	آمِنُ (ل)	مُؤْمِنٌ (ج)	مُؤْمِنٌ (ج)	إِئْمَانُ (ل)

مشق نمبر ۶۳

ثلاثی مجرد اور ابواب مزید فیہ سے (باب افعال کے سوا) لفظ ”أَلِف“ کی صرف صغیر اوپر دی گئی مثال کے مطابق کریں۔ یہ لفظ مختلف ابواب میں جن معانی میں استعمال ہوتا ہے وہ نیچے دیئے جا رہے ہیں۔

أَلِف (س) أَلْفًا = مانوس ہونا، محبت کرنا۔ (افعال) = مانوس کرنا، خوگرہنا۔

(تفعیل) = جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ (مفاعله) = باہم محبت کرنا، الفت کرنا۔

(تفعل) = اکٹھا ہونا۔ (تفاعل) = اکٹھا ہونا۔ (افتعال) = متحد ہونا۔

(استفعال) = الفت چاہنا۔

مہموز (۲)

۶۶: ۱ آپ نے گزشتہ سبق میں مہموز کے قواعد پڑھ لئے اور کچھ مشتق بھی کر لی ہے۔ اب اس سبق میں مہموز کے متعلق کچھ مزید باتیں آپ نے سمجھنا ہیں جو قرآن فہمی کے لئے ضروری ہیں۔

۶۶: ۲ مہموز الفا کے تین افعال ایسے ہیں جن کا فعل امر قاعدے کے مطابق استعمال نہیں ہوتا۔ انہیں نوٹ کر لیں۔ اَمَرَ (ن) = حکم دینا، اَکَلَ (ن) = کھانا اور اَخَذَ (ن) = پکڑنا کے فعل امر کی اصلی شکل بالترتیب اَوْمَرُ، اَوْكَلُ اور اَوْخِذُ بنتی ہے پھر قاعدے کے مطابق انہیں اَوْمَرُ، اَوْكَلُ اور اَوْخِذُ استعمال ہونا چاہئے تھا لیکن یہ خلاف قاعدہ مَزُ، کُلُ اور خِذُ استعمال ہوتے ہیں۔

۶۶: ۳ لفظ اَخَذَ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ باب افعال میں بھی خلاف قاعدہ استعمال ہوتا ہے جس میں اس کی اصلی شکل اِتَّخَذَ، يَاتَّخِذُ، اِتَّخَذَ ابنتی ہے جسے قواعد کے مطابق تبدیل ہو کر اِتَّخَذَ، يَاتَّخِذُ، اِتَّخَذَ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اہل زبان خاص اس فعل میں ”ء“ کو ”ت“ میں بدل کر افعال والی ”ت“ میں ادغام کر دیتے ہیں۔ یعنی اِتَّخَذَ سے اِتَّخَذَ پھر اِتَّخَذَ۔ اسی طرح اس کا مضارع يَاتَّخِذُ سے يَتَّخِذُ پھر يَتَّخِذُ اور مصدر اِتَّخَذَ سے اِتَّخَذَ پھر اِتَّخَذَ (پکڑنا، بنالینا) استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ مذکورہ تینوں افعال کے فعل امر حاضر کی بدلی ہوئی شکل مَزُ، کُلُ، خِذُ اور اِتَّخَذَ سے مختلف صیغے قرآن کریم میں بکثرت اور با تکرار استعمال ہوئے ہیں۔

۶۶: ۴ مہموز العین میں ایک لفظ سَنَل کے متعلق بھی کچھ باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اس کے مضارع کی اصلی شکل يَسْنَالُ بنتی ہے اور زیادہ تر یہی استعمال بھی ہوتی ہے۔ البتہ قرآن میں یہ بصورت ”يَسْنَلُ“ بھی لکھا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اسے

خلاف قاعدہ یَسْلُ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے فعل امر کی اصلی شکل اسْتَلْ بنتی ہے۔ یہ اگر جملہ کے درمیان میں آئے تو زیادہ تر اسی طرح استعمال ہوتی ہے لیکن اگر جملہ کے شروع میں آئے تو پھر ”سَلْ“ استعمال کرتے ہیں جیسے ”سَلْ یَیْنِ اسْتَرَانِلْ“۔ (البقرہ : ۲۱۱)

۵ : ۶۶ مہموز الفاء کے جن صیغوں میں فاکلمہ کا ہمزہ اپنے ما قبل ہمزہ الوصل کی حرکت کی بنا پر لازمی قاعدہ کے تحت ”و“ یا ”ی“ میں تبدیل ہو جاتا ہے، ایسے صیغوں سے قبل اگر کوئی آگے ملانے والا حرف مثلاً ”و“ یا ”ف“ یا ”ثَمَّ“ وغیرہ آجائے تو بدلی ہوئی ”و“ یا ”ی“ کی جگہ ہمزہ واپس آ جاتا ہے اور ما قبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل صامت ہو جاتا ہے بلکہ اکثر لکھنے میں بھی گرا دیا جاتا ہے۔ جیسے ”ام د“ سے باب افعال میں فعل امر قاعدہ کے تحت اِیْتَمِز (مشورہ کرنا، سازش کرنا) بنا تھا، اسے ”و“ کے بعد وَاِیْتَمِز لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اسی طرح اُذِنْ کا فعل امر اِیْذِنْ بنا تھا، یہ فاْذِنْ ہو گا۔ ان دونوں مثالوں میں ہمزہ اصلہ واپس آیا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گر گیا ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں فعل امر ”مُزْ“ کا بھی ہمزہ اصلہ لوٹ آتا ہے اور وہ وَاْمُز ہو جاتا ہے۔ لیکن کُلْ اور خُذْ کا ہمزہ اصلہ نہیں لوٹتا اور ان کو وَکُلْ اور وَخُذْ ہی پڑھتے ہیں۔

۶ : ۶۶ ہمزۃ استفہام کے بعد اگر کوئی معرف باللّام اسم آجائے تو ایسی صورت میں ہمزۃ استفہام کو ”مد“ دے دیتے ہیں۔ جیسے اَلْزُجُلْ (کیا مرد) کو اَلْزُجُلْ لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح اَللّٰہُ (کیا اللہ) کو اَللّٰہُ، اَلَّذِکْرٰنِ (کیا دونوں) کو اَلَّذِکْرٰنِ اور اَلّٰنِ (کیا اب) کو اَلّٰنِ میں تو ”اَلّٰنِ“ مگر قرآن مجید میں ”اَللّٰنِ“ لکھتے ہیں۔

۷ : ۶۶ دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزۃ استفہام کے بعد ہمزۃ الوصل سے شروع ہونے والا کوئی فعل آجائے، مثلاً باب افعال، استفعال وغیرہ کا کوئی صیغہ تو ایسی صورت میں صرف ہمزۃ استفہام پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے اور پڑھنے دونوں

میں گرا دیا جاتا ہے، جیسے اِتَّخَذْتُمْ (کیا تم لوگوں نے بنالیا) کو اَتَّخَذْتُمْ لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح اِسْتَكْبَرْتَ (کیا تو نے تکبر کیا؟) کو اَسْتَكْبَرْتَ اور اِسْتَعْفَزْتَ (کیا تو نے بخشش مانگی؟) کو اَسْتَعْفَزْتَ لکھا اور بولا جائے گا۔

۸ : ۶۶ ہمزہ استفہام کی مذکورہ بالا دونوں صورت حال کے متعلق یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس پر لازمی تبدیلی والے قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس قاعدے کی دو شرائط ہیں جو مذکورہ صورت حال میں موجود نہیں ہیں۔ لازمی قاعدہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزہ استفہام متعلقہ لفظ کا حرف نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ شرط پوری نہیں ہوتی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دوسرا ہمزہ ساکن ہو جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزہ الوصل متحرک ہوتا ہے۔ اس لئے یہ شرط بھی پوری نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذکورہ بالا تبدیلیوں کو الگ لکھا گیا ہے۔

ذخیرۃ الفاظ

اِتَّخَذَ (ن) اَخَذَا = پکڑنا	اَمِنَ (س) اَمِنَا = امن میں ہونا
(افتعال) = بنالینا	(ک) اَمَانَةٌ = امانت دار ہونا
اَذِنَ (س) اَذِنَا = کان لگا کر سننا، اجازت دینا	(افعال) = امن دینا، تصدیق کرنا
(تفعیل) = آگاہ کرنا، اذان دینا	اخ ر۔ ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا
اَمَرَ (ن) اَمَرُوا = حکم دینا	(تفعیل) = پیچھے کرنا
(س) اِمَارَةٌ = حاکم ہونا	(تفعیل) = پیچھے رہنا
عَدَلَ (ض) عَدَلَا = برابر کرنا	اَخْرَجَ = دوسرا
عَدْلٌ = برابر کی چیز، مثل، انصاف	اَخْرَجَ = آخری
قَبِلَ (س) قَبِلُوا = قبول کرنا	

مشق نمبر ۶۳

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں :

- (i) مہموز اسماء و افعال تلاش کریں
- (ii) ان کی اقسام، مادہ اور ضیغہ بتائیں
- (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَيَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (۲) يَادُّمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا (۳) وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (۴) كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ (۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (۶) فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ اَوْلِيَاءَ حَتّٰى يُهَاجَرُوا فِى سَبِيلِ اللّٰهِ (۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا امْئُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (۸) فَاذِّنْ مُّذِئْنَ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (۹) فَخَذَهَا بِقُوَّةٍ وَّأَمَرَ قَوْمَكَ بِاِخْذِهَا بِحُسْنِهَا (۱۰) وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (۱۱) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ (۱۲) لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيعًا مَّا اَلْفَتْ يَنَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ اَلَفَ بَيْنَهُمْ (۱۳) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اُنْذِنْ لِّیْ (۱۴) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاخِرِیْنَ (۲۵) مَا اَسْأَلَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرِ

مضاعف (۱)

(ادغام کے قاعدے)

۱: ۶۷ سبق نمبر ۶۳ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مضاعف ایسے اسماء و افعال کو کہتے ہیں جن کے مادے میں ایک ہی حرف دو دفعہ آجائے، یعنی ”مُثَلِّين“ یکجا ہوں۔ ایسی صورت میں عام طور پر دونوں حروف کو ملا کر پڑھتے ہیں، یعنی ”حَبَب“ کی بجائے ”حَبَب“ اور اسے ”ادغام“ کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مثلیں کا ادغام نہیں کیا جاتا بلکہ الگ الگ ہی پڑھتے ہیں جیسے مَذَذ (مدد کرنا) اسے ”فَلَّكَ ادغام“ کہتے ہیں۔ اور اب ہمیں انہی کے متعلق قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ چنانچہ اس سبق میں ہم ادغام کے قواعد سمجھیں گے اور ان شاء اللہ اگلے سبق میں فلک ادغام کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲: ۶۷ قواعد کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں واضح کر لیں کہ کسی مادے میں مثلیں کی موجودگی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ مادہ کا فاکلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہو۔ جیسے قَلَق (بے چینی) ثَلُث (ایک تہائی) وغیرہ۔ یہاں مثلیں موجود تو ہیں لیکن مُلْحَق (ملے ہوئے) نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان ایک دوسرا حرف حائل ہے۔ اس لئے ان کے ادغام کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

۳: ۶۷ مثلیں کے ملحق ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی مادے کا فاکلمہ اور عین کلمہ ایک ہی حرف ہوں جیسے ذَذَن (کھیل تماشا) بَبُو (شیر) وغیرہ۔ ایسی صورت میں بھی ادغام نہیں کیا جاتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی مادہ کا عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہو، جیسے مَذَذ، شَفَقَ وغیرہ۔ یہاں فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ادغام ہو گا یا فلک ادغام ہو گا۔ چنانچہ جن قواعد کا ہم مطالعہ کرنے جا رہے ہیں ان کے

متعلق یہ بات نوٹ کر لیں کہ ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ مضاعف کی بقیہ اقسام کا ان قواعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ عین کلمہ کے حرف کے لئے ہم ”مثل“ اول“ اور لام کلمہ کی جگہ آنے والے اسی حرف کے لئے ”مثل ثانی“ کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

۴ : ۶۷ ادغام کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول ساکن ہے اور مثل ثانی متحرک ہے تو ان کا ادغام کر دیتے ہیں، جیسے زَبْ بْ سے زَبْ، سِوْڑ سے سِوْڑ وغیرہ۔

۵ : ۶۷ ادغام کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول اور مثل ثانی دونوں متحرک ہوں اور ان کا ما قبل بھی متحرک ہو تو مثل اول کی حرکت کو گرا کر اسے ساکن کر دیتے ہیں۔ پھر پہلے قاعدے کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے جیسے مَدَّذْ سے مَدَّذْ اور پھر مَدَّذْ ہو جائے گا۔ یہی مادہ جب باب افعال میں جائے گا تو اس کا ماضی و مضارع اصلاً اِمْتَدَّذْ، يَمْتَدُّذْ ہو گا، جو اس قاعدہ کے تحت پہلے اِمْتَدَّذْ، يَمْتَدُّذْ ہو گا پھر اِمْتَدَّذْ، يَمْتَدُّذْ ہو جائے گا۔

۶ : ۶۷ ادغام کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول اور مثل ثانی دونوں متحرک ہوں لیکن ان کا ما قبل ساکن ہو تو مثل اول کی حرکت ما قبل کو منتقل کر کے خود اس کو ساکن کر دیتے ہیں۔ پھر پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے۔ جیسے مَدَّذْ (ن) کا مضارع اصلاً يَمْتَدُّذْ ہو گا، جو اس قاعدہ کے تحت يَمْتَدُّذْ ہو گا اور پھر يَمْتَدُّذْ ہو جائے گا۔

۷ : ۶۷ مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لئے آپ کو دیئے ہوئے الفاظ کی صرفِ صغیر کرنی ہوگی۔ ذیل میں ہم مادہ ش ق ق سے ثلاثی مجرد، باب تفعیل اور باب مفاعلہ کی صرفِ صغیر دے رہے ہیں۔ پہلی لائن میں اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل

شدہ شکل دی گئی ہے۔ جہاں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے وہاں (x) کا نشان لگا دیا ہے۔ یہاں ہم نے صرف صغیر کے صرف پانچ صیغے لئے ہیں۔ کیونکہ فعل امر براگے سبق میں بات ہوگی (ان شاء اللہ)۔

مختصر صرف صغیر

باب	ماضی	مضارع	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
علائی مجرد	شَقَقَ	يَشَقُّ	شَاقِقٌ	مَشْقُوقٌ	شَقَقٌ
	شَقَّ	يَشُقُّ	شَاقٌّ	(x)	شَقٌّ
تفعیل	شَقَّقَ	يُشَقِّقُ	مُشَقِّقٌ	مُشَقَّقٌ	تَشَقِّيقٌ
	(x)	(x)	(x)	(x)	(x)
مفاعله	شَاقَّقَ	يُشَاقِّقُ	مُشَاقِّقٌ	مُشَاقَّقٌ	مُشَاقَّقَةٌ
	شَاقَّ	يُشَاقُّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقَّةٌ

نوٹ : باب مفاعله سے اسم الفاعل اور اسم المفعول کی استعمالی شکل یکساں ہے

ذخیرۃ الفاظ

مَدَّن (ن) مَدَّنَا = کھینچنا، پھیلاتا	شَقَّ (ن) شَقَّنَا = پھاڑنا
(ن) مَدَّدَا = مدد کرنا	(ن) مَشَقَّنَا = دشوار ہونا
(افعال) = مدد کرنا	(تفعیل) = چیرنا
(تفعیل) = پھیلاتا	(مفاعله) = مخالفت کرنا
(مفاعله) = ٹال مٹول کرنا	(تفعیل) = پھٹ جانا
(تفعیل) = پھیلنا، کھینچ جانا	(تفاعل) = آپس میں عداوت رکھنا
(تفاعل) = مل کر کھینچنا، تاننا	(افتعال) = پٹا ہوا ٹکڑا لینا
(افتعال) = دراز ہونا	(انفعال) = پھٹ جانا
(استفعال) = مدد مانگنا	

مشق نمبر ۶۵

- (i) ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے (باب انفعال کے علاوہ) لفظ مدد کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرف صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔
- (ii) ابواب تفعّل، تفاعل، افعال اور انفعال سے لفظ شقق کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرف صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔
-

مضاعف (۲)

(فک ادغام کے قاعدے)

۱: ۶۸ گزشتہ سبق میں ہم یہ بات نوٹ کر چکے ہیں کہ مضاعف کے جن قواعد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ اب غور کریں کہ مضاعف کی اس قسم میں حروف کی حرکات یا سکون کے لحاظ سے صرف درج ذیل تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ چوتھی صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔

(i) پہلی صورت : مثل اول ساکن + مثل ثانی متحرک

(ii) دوسری صورت : مثل اول متحرک + مثل ثانی متحرک

(iii) تیسری صورت : مثل اول متحرک + مثل ثانی ساکن

پہلی دو صورتوں کے متعلق ادغام کے قواعد ہم گزشتہ سبق میں پڑھ چکے ہیں۔ اس سبق میں اب ہم تیسری صورت کے متعلق قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲: ۶۸ کسی مضاعف میں اگر مثل اول متحرک اور مثل ثانی ساکن ہو تو فک ادغام لازم ہوتا ہے، یعنی ایسی صورت میں ادغام ممنوع ہوتا ہے، مثلاً فَعَلْتُ کے وزن پر مَدَدَ سے مَدَذْتُ اور شَفَقْتُ سے شَفَقْتُ اپنی اصلی شکل میں ہی بولا اور لکھا جائے گا۔

۳: ۶۸ اب آگے بڑھنے سے قبل مذکورہ بالا تیسری صورت کے متعلق کچھ باتیں ذہن میں واضح کر لیں۔ فعل ماضی کی گردان کے چودہ صیغوں پر اگر آپ غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک رہتا ہے، جبکہ چھٹے صیغے سے آخر تک لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مضارع کی گردان میں بھی جمع مونث کے دونوں صیغوں میں لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر

سکتے ہیں کہ فک ادغام کے مذکورہ بالا قاعدہ کا اطلاق بالعموم کہاں ہو گا۔

۶۸ : ۴ تیسری صورت کے واقع ہونے کی ایک وجہ اور بھی ہوتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی وجہ سے مضارع کو جب مجزوم کرنا ہوتا ہے تو اس کے لام کلمہ پر علامت سکون لگا دیتے ہیں۔ گویا اس وقت بھی مضاعف میں صورت یہی بن جاتی ہے کہ اس کا مثل اول متحرک اور مثل ثانی ساکن ہوتا ہے۔ فک ادغام کے اگلے قاعدہ کا تعلق اسی صورت حال سے متعلق ہے۔

۶۸ : ۵ کسی مضاعف میں اگر مثل اول متحرک اور مثل ثانی مجزوم ہونے کی وجہ سے ساکن ہو تو ادغام اور فک ادغام دونوں جائز ہیں۔ مثلاً مَدَد کا مضارع اصلاً يَمْدُد ہے۔ اس سے فعل امر اَمْدُد بنتا ہے۔ اس کا اس طرح استعمال بھی درست ہے۔

۶۸ : ۶ مَدَد کے ادغام شدہ مضارع يَمْدُد (يَمْدُد) سے جب فعل امر بتاتے ہیں تو علامت مضارع گرانے کے بعد مَدَد بنتا ہے۔ پھر لام کلمہ کو مجزوم کرتے ہیں تو اس کی شکل مَدَد بنتی ہے جس کو پڑھ نہیں سکتے۔ پڑھنے کے لئے لام کلمہ کو کوئی حرکت دینی پڑتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ ما قبل اگر ضمہ (پیش) ہو تو لام کلمہ کو کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ یعنی فعل امر مَدَد، مَدَد اور مَدَد تینوں شکلوں میں درست ہے۔ لیکن اگر ما قبل فتح یا کسرہ ہو تو لام کلمہ کو ضمہ نہیں دے سکتے، البتہ فتح یا کسرہ میں سے کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ مثلاً فَرَّ يَفْرُ سے اَفْرُزْ یا فِرْزْ یا فِرْزْ اور مَسَّ يَمْسُ سے اِمْسَسْ یا مَسَّسْ بنے گا۔

۶۸ : ۷ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اکثر ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معانی ہوتے ہیں۔ ایسا ان الفاظ میں بھی ممکن ہے جو مضاعف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عام طور پر ایک معنی دینے والے اسم کو ادغام کے ساتھ اور دوسرے معنی دینے والے اسم کو ادغام کے بغیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً مَدَّ (کھینچنا) اور مَدَد (مدد کرنا)

قَصُّ (کاٹنا یا کترنا) اور قَصَصُ (قصہ بیان کرنا) سَبُّ (گالی) اور سَبَبُ (سبب) وغیرہ۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مضاعف ثلاثی مجرد کے باب فَتَحَ اور حَسِبَ سے استعمال نہیں ہوتا جبکہ مزید فیہ کے تمام ابواب سے استعمال ہو سکتا ہے۔

ذخیرۃ الفاظ

صَلَّ (ض) صَلَاةً صَلَاةً = گمراہ ہونا (افعال) = گمراہ کرنا ہلاک کرنا	عَدَّ (ن) عَدًّا = شمار کرنا گنتا (افعال) = تیار کرنا عَدَّ = گنتی عِدَّةً = چند تعداد
ذَلَّ (ض) ذِلَّةً = نرم ہونا خوار و رسوا ہونا (افعال + تفعیل) = خوار و رسوا کرنا	عَزَّ (ض) عِزًّا = قوی ہونا دشوار ہونا باعزت ہونا (افعال) = عزت دینا
ظَلَّ (س) ظِلًّا = سایہ دار ہونا (تفعیل) = سایہ کرنا ظِلٌّ سایہ	حَبَّ (ض) حُبًّا = محبت کرنا (افعال) = محبت کرنا حَبَّةً = دانہ
ضَرَّ (ن) ضَرًّا = تکلیف دینا مجبور کرنا ضَرٌّ = نقصان سختی	حَجَّ (ن) حَجًّا = دلیل میں غالب آنا قصد کرنا (مقابلہ) = دلیل بازی کرنا جھگڑا کرنا حُجَّةً = دلیل
رَدَّ (ن) رَدًّا = واپس کرنا لوٹانا (اتصال) = اپنے قدموں پر لوٹنا الے پاؤں واپس ہونا	فَوَّ (ض) فَوًّا = بھاگنا دوڑنا مَشَّ (س) مَشًّا = چھوٹا
تَبَعَ (س) تَبْعًا = کسی کے ساتھ پیچھے چلنا (اتصال) = نقش قدم پر چلنا پیروی کرنا	كَشَفَ (ض) كَشْفًا = ظاہر کرنا کھولنا
دَبَّرَ (ن) دَبْرًا = پیچھے پھرنا دُبْرًا (ج ادْبَانِ) = کسی چیز کا پچھلا حصہ پیٹھ	

مشق نمبر ۶۶ (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی صرف صغیر کریں اور فعل امر کی تمام ممکن صورتیں لکھیں۔ (i) ضَلَّ (ض) (ii) ظَلَّ (س) (iii) عَدَّ (ن)

مشق نمبر ۶۶ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی اقسام 'مادہ' باب اور صیغہ بتائیں۔

- (i) ضَلَلْتُ (۲) تَعْدُونَ (۳) ظَلَلْنَا (۴) أَصِلُّ (۵) فَرَزْتُمْ (۶) ظَلَّ (۷)
 (۸) ضَارُّ فِرُوا (۹) مُصِلُّ (۱۰) تَشَقُّقُ (۱۱) أَطَلُّ (۱۲) ضَالَ (۱۳)
 تَرُدُّونَ (۱۴) أَعَدَّ (۱۵) شَاقُّوا (۱۶) تُحَاجُّونَ (۱۷) أَصَلُّوا (۱۸)
 أُعِدْتُ (۱۹) شَقَاقُ (۲۰) تُعِزُّ (۲۱) حُجَّةٌ

نوٹ : اسماء و افعال کی اقسام سے مراد یہ ہے کہ اگر اسم ہے تو اسماء کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟ اگر فعل ہے تو اس کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟

مشق نمبر ۶۶ (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

- (i) وَمَا هُمْ بِبَصِيرِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يَذْنِ اللَّهُ (۲) وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (۳) وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (۴) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (۵) لِنَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (۶) وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِكُمْ (۷) وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَصْلَحُوا كَثِيرًا (۸) وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ (۹) وَحَاجَّةٌ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِي فِي اللَّهِ (۱۰) أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَهَنَّمَ (۱۱) فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ (۱۲) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ (۱۳) وَيَوْمَ تَشَقُّقُ السَّمَاءُ (۱۴) أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (۱۵) وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ (۱۶) فَفَرَّوْا إِلَى اللَّهِ

ہم مخرج اور قریب مخرج حروف کے قواعد

۱ : ۶۹ گزشتہ دو اسباق میں ہم نے ادغام اور ٹک ادغام کے جن قواعد کا مطالعہ کیا ہے ان کا تعلق ”مثلیں“ سے تھا، یعنی جب ایک ہی حرف دو مرتبہ آجائے۔ اب ہمیں تین مزید قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ جن کا تعلق ہم مخرج اور قریب المخرج حروف سے ہے۔ لیکن ان قواعد کا دائرہ بہت محدود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے دو قاعدوں کا تعلق صرف باب افعال سے ہے جبکہ تیسرے قاعدہ کا تعلق صرف باب تفعیل اور باب تفاعل سے ہے۔ نیز یہ کہ متعلقہ حروف گنتی کے چند حروف ہیں جو آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔

۲ : ۶۹ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ باب افعال کا فاعلہ اگر د، ذ یا ز میں سے کوئی حرف ہو تو باب افعال کی ”ت“ تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فاعلہ پر ہے، پھر اس پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً دَخَلَ باب افعال میں اِذْ دَخَلَ ہو گا، پھر جب ”ت“ تبدیل ہو کر ”د“ بنے گی تو یہ اِذْ دَخَلَ بنے گا، پھر ادغام کے قاعدے کے تحت اِذْ دَخَلَ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے ذَكَرَ سے اِذْ تَكَرَ، پھر اِذْ ذَكَرَ اور بالا خِراذْ كَرَّ ہو جائے گا۔

۳ : ۶۹ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ باب افعال کا فاعلہ اگر ص، ض، ط، ظ میں سے کوئی حرف ہو تو باب افعال کی ”ت“ تبدیل ہو کر ”ط“ بن جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ادغام کی ضرورت نہیں پڑتی، الا یہ کہ فاعلہ بھی ”ط“ ہو۔ مثلاً صَبَرَ باب افعال میں اِضْطَبَرَ بنتا ہے لیکن اِضْطَبَرَ استعمال ہوتا ہے، اسی طرح صَبَرَ باب افعال میں اِضْطَبَرَ کے بجائے اِضْطَبَرَ استعمال ہوتا ہے۔ اور ظَلَعَ سے اِظْطَلَعَ کی بجائے اِظْطَلَعَ اور پھر اِظْطَلَعَ استعمال ہوتا ہے۔

۴ : ۶۹ تیسرے قاعدے کا تعلق دس حروف سے ہے۔ پہلے ان حروف کو یاد کرنے کی ترکیب سمجھ لیں پھر قاعدہ سمجھیں گے۔ ایک کاغذ پر د، ذ سے لے کر ط، ظ تک حروف تہجی ترتیب وار لکھ لیں پھر ان میں سے حرف ”ر“ کو حذف کر دیں اور شروع میں ”ث“ کا اضافہ کر لیں اس طرح مندرجہ ذیل حروف آپ کو آسانی سے یاد ہو جائیں گے۔

ث د ذ ز س ش ص ض ط ظ

۵ : ۶۹ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ باب تفعّل یا تفاعل کے فاعلہ پر اگر مذکورہ بالا حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو ان ابواب کی ”ت“ تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فاعلہ پر آیا ہے اس کے بعد ان پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم دونوں ابواب کی الگ الگ مثال دے رہے ہیں تاکہ آپ تبدیلی کے ہر مرحلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

۶ : ۶۹ ذکر باب تفعّل میں تَذَكَّرُ بنتا ہے۔ پھر جب ”ت“ تبدیل ہو کر ”ذ“ بنے گی تو یہ ذَذَكَّرُ ہو جائے گا اب مثیلین یکجا ہیں اور دونوں متحرک ہیں چنانچہ ادغام کے قاعدہ کے تحت مثل اول کو ساکن کریں گے تو یہ ذَذَكَّرُ بنے گا جو پڑھائیں جاسکتا۔ اس لئے اس سے قبل ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اذَذَكَّرُ ہو گا اور پھر اذَذَكَّرُ ہو جائے گا۔ یہ بات ضروری ہے کہ باب افعال میں اذَكَرُ اور باب تفعّل میں اذَكَرُ کے فرق کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔

۷ : ۶۹ اسی طرح تَعَلَّلُ باب تفاعل میں تَثَقَّلَ بنتا ہے۔ جب ”ت“ تبدیل ہو کر ”ث“ بنے گی تو یہ تَثَقَّلَ بنے گا۔ پھر مثل اول کو ساکن کر کے ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اثَثَقَّلَ اور پھر اثَثَقَّلَ ہو جائے گا۔

۸ : ۶۹ اب یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ مذکورہ بالا تیسرا قاعدہ اختیاری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باب تفعّل اور باب تفاعل میں مذکورہ حروف سے شروع ہونے

والے الفاظ تبدیلی کے بغیر اور تبدیل شدہ شکل میں دونوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔ یعنی تَذَكَّرُ بھی درست ہے اور اِذْكُرْ بھی درست ہے۔ اسی طرح تَشَاقَّلْ بھی درست ہے اور اِثَّاقَلْ بھی درست ہے۔

۹ : ۶۹ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ باب تفعّل اور تفاعل کے فعل مضارع کے جن صیغوں میں دو ”ت“ یکجا ہو جاتی ہیں وہاں ایک ”ت“ کو گرا دینا جائز ہے، مثلاً تَذَكَّرُ اور تَذَكَّرُ دونوں درست ہیں۔ اور گزشتہ سبق کی مشق میں آپ نے تَشَقَّقُ پڑھا تھا جو کہ اصل میں تَشَقَّقُ تھا۔

ذخیرہ الفاظ

ذَكَّرَ (ن) ذَكَّرَا = یاد کرنا (تفعّل) = کوشش کر کے یاد کرنا، نصیحت حاصل کرنا	ذَرَعَ (ف) ذَرَعٌ = زور سے دھکیلنا (تفاعل) = بات کو ایک دوسرے پر ڈالنا
سَبَقَ (ن) سَبَقَا = آگے بڑھنا (اتعال) = اہتمام سے آگے بڑھنا = آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا	صَدَّقَ (ن) صَدَقَا = سچ بولنا، بے لوث نصیحت کرنا (تفعّل) = بدلہ کی خواہش کے بغیر دینا = خیرات کرنا
صَبَرَ (ض) صَبَرَا = برداشت کرنا، رکے رہنا (اتعال) = اہتمام سے ڈٹے رہنا	صَنَعَ (ف) صَنَعَا = بنانا (اتعال) = بنانے کا حکم دینا، جن لینا
طَهَّرَ (ف) طَهَّرَا = گندگی دور کرنا (ن) طَهَّرَا طَهَّارَةً = پاک ہونا (تفعّل) = دھونا، پاک کرنا (تفعّل) = کوشش کر کے اپنی گندگی دور کرنا = پاک ہونا	صَبَّرَ (مشق نمبر ۶۶ کا ذخیرہ الفاظ دیکھیں) (اتعال) = مجبور کرنا
زَمَلَ (ن) زَمَلَا = ایک جانب جھکے ہوئے دوڑنا (تفعّل) = پلٹنا	ذَكَّرَ (ن) ذَكَّرَا = مٹنے لگنا، بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونا (تفعّل) = اوڑھنا

مشق نمبر ۶۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صغیر کریں۔

- (i) درخل (اقتعال) (ii) صدق (تفعل) (iii) سأل (تفاعل)
(iv) ضرب (اقتعال) (v) طهر (تفعل) (vi) درك (تفاعل)

مشق نمبر ۶۸ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

- (i) يَذْكُرُ (۲) يَتَذَكَّرُ (۳) تَذَارَكَ (۴) إِذْرَكَ (۵) نَسَبْتُ (۶) مَذْخَلًا
(۷) اِصْطَبِرْ (۸) مُطَهَّرَةٌ (۹) إِذْرَعُ ثُمَّ (۱۰) مُتَطَهِّرِينَ (۱۱) تَصَدَّقْ
(۱۲) إِنَّا قَتَلْنَاكُمْ (۱۳) لَنَصُدَّقَنَّ (۱۴) يَتَطَهَّرُونَ (۱۵) مُطَهَّرِينَ (۱۶) يَتَسَاءَلُونَ
(۱۷) اِصْطَنَعْتُ (۱۸) مُصَدِّقُونَ (۱۹) مُتَصَدِّقَاتٌ (۲۰) الْمُرْمَلُ
(۲۱) الْمَذْتُورُ (۲۲) يَشْقُقُ (۲۳) اِصْطَرَّ

مشق نمبر ۶۹ (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

- (i) كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۲) يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَى
(۳) إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا (۴) فَأَعْبَدَهُ وَاصْطَبِرْ
لِعِبَادَتِهِ (۵) وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ (۶) وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَرَأْتُمْ فِيهَا
(۷) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (۸) فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ
لَهُ (۹) لَنَصُدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ (۱۰) فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ (۱۱) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (۱۲) يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ
(۱۳) يَا أَيُّهَا الْمَذْتُورُ (۱۴) ثُمَّ أَصْطَرَّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ (۱۵) يَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ

مثال

۱: ۷۰ پیرا گراف ۷: ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی فعل کے فاکلمہ کی جگہ اگر کوئی حرف علت یعنی ”و“ یا ”ی“ آجائے تو اسے مثال کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فاکلمہ کی جگہ اگر ”و“ ہو تو اسے مثال واوی اور اگر ”ی“ ہو تو اسے مثال یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم مثال میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲: ۷۰ مثال میں ثلاثی مجرد سے فعل ماضی (معروف اور مجہول) دونوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ البتہ مزید فیہ سے ماضی کے چند ایک صیغوں میں تبدیلی ہوتی ہے اور مثال یائی میں مثال واوی کی نسبت کم تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بہر حال جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر مندرجہ ذیل قواعد کے تحت ہوتی ہیں۔

۳: ۷۰ مثال واوی میں ثلاثی مجرد کے فعل مضارع معروف میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مثال واوی اگر باب ضَرَبَ، حَسِبَ یا فَتَحَ سے ہو تو اس کے مضارع معروف میں واو گر جاتا ہے لیکن اگر باب سَمِعَ یا كَثَرَمَ سے ہو تو واو برقرار رہتا ہے۔ جبکہ باب نَصَرَ سے مثال (واوی یا یائی) کا کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً وَعَدَ (ض) = ”وعدہ کرنا“ کا مضارع يُوْعِدُ کے بجائے يَعِدُ ہو گا وَرِثَ (ح) = ”وارث ہونا“ کا مضارع يُوْرِثُ کے بجائے يَرِثُ اور وَهَبَ (ف) = ”عطا کرنا“ کا مضارع يُوْهَبُ کے بجائے يَهَبُ ہو گا۔ اس کے برخلاف وَجَلَ (س) = ”ڈر لگنا“ کا مضارع يُوْجَلُ ہی ہو گا۔ اسی طرح وَحَدَ (ك) = ”اکیلا ہونا“ کا مضارع يُوْحَدُ ہی ہو گا۔

۴: ۷۰ باب سَمِعَ کے دو الفاظ خلاف قاعدہ استعمال ہوتے ہیں اور یہ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں لہذا ان کو یاد کر لیجئے۔ وَسِعَ (س) = ”پھیل جانا“ وسیع ہونا۔ اس کا مضارع قاعدہ کے لحاظ سے يُوْسَعُ ہونا چاہئے تھا لیکن یہ يَسَعُ استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح وَطِی (س) = ”رودنا“ کا مضارع یُوطُو کے بجائے یَطْو استعمال ہوتا ہے۔

۵۰: ۵ یہ بات یاد رکھیں کہ مضارع مجہول میں گرا ہوا واو واپس آجاتا ہے مثلاً یَعُدُّ کا مجہول یَفْعَلُ کے وزن پر یُوعَدُّ ہوگا۔ اسی طرح سے یُرِثُ کا مجہول یُورِثُ اور یَهَبُ کا یُوهَبُ ہوگا۔

۶۰: ۶ دوسرا قاعدہ جو مثال میں استعمال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ واو ساکن کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو واو کو ی میں بدل دیتے ہیں اور اگر یاء ساکن کے ماقبل ضمہ ہو تو ی کو واو میں بدل دیتے ہیں مثلاً یُوجَلُّ کا فعل امر اُوجَلُّ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت اِنْجَلُّ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یُقْطُ (ک) = ”بیدار ہونا“ باب افعال میں اَيَقُطُ، یَنْقُطُ بنتا ہے لیکن اس کا مضارع اس قاعدہ کے تحت تبدیل ہو کر یُوقُطُ ہو جاتا ہے۔

۷۰: ۷ تیسرے قاعدے کا تعلق صرف باب افعال سے ہے اور وہ یہ ہے کہ باب افعال میں مثال کے فاعلہ کی ”و“ یا ”ی“ کو ”ت“ میں تبدیل کر کے افعال کی ”ت“ میں مدغم کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات نوٹ کر لیں کہ ”و“ کو تبدیل کرنا لازمی ہے جبکہ ”ی“ کی تبدیلی اختیاری ہے۔ مثلاً وَصَلَ باب افعال میں اَوْتَصَلَ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت اِنْتَصَلَ اور پھر اِتَّصَلَ ہو جائے گا۔ جبکہ یَسَرَ باب افعال میں اِیْتَسَرَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اِتَّسَرَ بھی۔

۸۰: ۸ آپ کو یاد ہوگا کہ مہموز الفاء میں صرف ایک فعل یعنی اَخَذَ کا مہمزه باب افعال میں تبدیل ہو کر ”ت“ بنتا ہے مگر مثال واوی سے باب افعال میں آنے والے تمام افعال میں ”و“ کی ”ت“ میں تبدیلی لازمی ہے۔ خیال رہے کہ مثال واوی سے باب افعال میں آنے والے افعال کی تعداد زیادہ ہے جبکہ مثال یائی سے باب افعال میں کل تین چار افعال آتے ہیں۔

۹: ۷۰ اب آپ نوٹ کر لیں کہ باب افعال کے مذکورہ قاعدہ کا اطلاق پوری صرف صغیر ہوتا ہے۔ مثلاً اَوْ تَصِلَ سے اِتَّصَلَ یُوْتَصِلُ سے یَتَّصِلُ، اَوْ تَصِلَ سے اِتَّصَلَ، مُوْتَصِلٌ سے مُتَّصِلٌ، اَوْ تَصِلَ سے اِتَّصَلَ اور اَوْ تَصِلَ سے اِتَّصَلَ۔

۱۰: ۷۰ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مثال کا فعل امر اس کے مضارع کی استعمالی شکل سے قاعدے کے مطابق بنتا ہے۔ مثلاً وَهَبَ کا مضارع يَهَبُ استعمال ہوتا ہے۔ فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گرائیں گے تو پہلا حرف متحرک ہے۔ اس لئے ہمزۃ الوصل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف لام کلمہ کو مجزوم کریں گے تو فعل امر هَبَ بنے گا۔ وَسَمَ (ک) = خوبصورت ہونا کا مضارع یُوَسِّمُ ہے۔ اس سے فعل امر سَمَّ بنانے کے لئے ہمزۃ الوصل لگا کر لام کلمہ مجزوم کریں گے تو فعل امر اُسَمَّ بنے گا۔

ذخیرۃ الفاظ

وَکَلَّ (ض) وَکَلَّ = سپرد کرنا (تفعل) لَکَّ = کامیابی کا ضامن ہونا (تفعیل) علیہ = کامیابی کے لئے بھروسہ کرنا	عَوَّضَ (ض) عَوَّضًا = پیش کرنا (ان) عَوَّضًا = کسی چیز کے کنارے میں جانا عَوَّضَ (ک) عَوَّضَةً = چوڑا ہونا (افعال) = منہ موڑنا، اغراض کرنا
وَلَجَّ (ض) وَلَوْجًا لِّجَةً = داخل ہونا (افعال) = داخل کرنا	وَزَّرَ (ض) وَزْرًا زَرَّةً = بوجھ اٹھانا وَزَّرَ (ج) أَوْزَانًا = بوجھ
يَسَّرَ (ض) يَسْرًا = سہل و آسان ہونا (تفعیل) = سہل و آسان کرنا	وَذَّرَ (ف) وَذْرًا = چھوڑنا وَجَدَ (ض) وَجْدًا جَدَّةً = پانا وَعَدَ (ض) وَعْدًا عِدَّةً = وعدہ کرنا
وَرِثَ (ج) وَرْثًا رِثَةً = وارث ہونا (افعال) = وارث بنانا	وَضَعَ (ف) وَضْعًا ضَعَةً = رکھنا، بچہ جنما وَقَعَ (ض) وَقْفًا عَا = گرنا، واقع ہونا
وَعَظَّ (ض) وَعَظًا عِظَةً = نصیحت کرنا	وَزَنَ (ض) وَزْنًا زَنَةً = تولنا، وزن کرنا وَجَلَّ (س) وَجَلًا = خوف محسوس کرنا، ڈرنا شَرَّخَ (ف) شَرْخًا = پھیلانا، کشادہ کرنا = بات کے مطالب کو کھولنا۔

مشق نمبر ۶۸ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف مغیر کریں۔

- ۱۔ وضع (ف) ۲۔ وجد (ض) ۳۔ وجل (س) ۴۔ یقن (افعال)
۵۔ وکل (تفعل) ۶۔ وکء (اقتعال) ۷۔ ودع (استفعال)

مشق نمبر ۶۸ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں :

- (۱) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ (۲) الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (۳) فَلَمَّا وَضَعَتْهَا
قَالَتْ رَبِّ ائِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ (۴) فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِينَ (۵) فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ (۶) وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (۷) وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ
(۸) وَالْأَوْزَانُ يُوزَنُ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(۹) قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا (۱۰) وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا يَقُومُ يُزِنُونَ
(۱۱) وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَاعِدِينَ (۱۲) عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُونَ (۱۳) فَقَعُوا لَهُ سَجْدًا (۱۴) قَالُوا لَا تَوْجَلْ (۱۵) وَلَا تَرَوْا زُرَّةً
وَزُرَّ أُخْرَىٰ (۱۶) رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (۱۷) الَّذِينَ يَرْتُؤْنَ
الْفُرْدَوْسَ (۱۸) إِنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ (۱۹) وَأَوْفَتْنَا بَيْنِي إِسْرَائِيلَ
الْكِتَابَ (۲۰) وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ

اَجُوف (حصہ اول)

۱: ۷۱ سبق نمبر ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف علت (و/ی) آجائے تو اسے اجوف کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ عین کلمہ کی جگہ اگر ”و“ ہو تو اسے اجوف واوی اور اگر ”ی“ ہو تو اسے اجوف یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲: ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر ۱ یہ ہے کہ حرف علت (و/ی) اگر متحرک ہو اور اس کے ماقبل فتح (زبر) ہو تو حرف علت کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں جیسے قَوْل سے قَالَ یَبِيعُ سے بَاعَ نَبِيلَ سے نَالَ خَوْفَ سے خَافَ اور طَوْلَ سے طَالَ وغیرہ۔

۳: ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر ۲ یہ ہے کہ حرف علت (و/ی) اگر متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو حرف علت اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود حرکت کے موافق حرف میں تبدیل ہو جاتا ہے، جیسے خَوْفَ (س) کا مضارع یَخْوَفُ بنتا ہے۔ اس میں حرف علت متحرک اور ماقبل ساکن ہے اس لئے پہلے یہ یَخْوَفُ ہو گا اور پھر یَخَافُ ہو جائے گا۔ اسی طرح قَوْلَ (ن) کا مضارع يَقُولُ سے يَقُولُ ہو گا اور يَقُولُ ہی رہے گا جبکہ یَبِيعُ (ض) کا مضارع یَبِيعُ سے یَبِيعُ ہو گا اور یَبِيعُ ہی رہے گا۔

۴: ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر ۳ (الف) یہ ہے کہ اجوف کے عین کلمہ کے بعد والے حرف پر اگر علامت سکون ہو، ساکن ہونے کی وجہ سے یا مجزوم ہونے کی وجہ سے، تو دونوں صورتوں میں عین کلمہ کا تبدیل شدہ ا/و/ی گر جاتا ہے۔ اس کے بعد فاکلمہ کی حرکت کا فیصلہ قاعدہ نمبر ۳ (ب) کے تحت کرتے ہیں۔

۵: ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر ۳ (ب) یہ ہے کہ ا/و/ی گرنے کے بعد فاکلمہ پر غور کرتے ہیں۔ اگر وہ اصلاً ساکن تھا اور قاعدہ نمبر ۲ کے تحت انتقال حرکت کی وجہ سے

متحرک ہوا ہے تو اس کی حرکت برقرار رہے گی۔ لیکن اگر فاکلمہ اصلاً مفتوح تھا تو اس کی فتح کو ضمہ یا کسرہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کا اصول یہ ہے کہ اس فعل کا مضارع اگر مضموم العین (باب نصر و کرم) ہے تو ضمہ دیتے ہیں ورنہ کسرہ۔ اب آپ اس قاعدہ کو چند مثالوں کی مدد سے ذہن نشین کر لیں۔

۶: ۱ پہلے ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں انتقال حرکت ہوتی ہے۔ خَوْف (س) کے مضارع کی اصلی شکل يَخْوِفُ بنتی ہے۔ جب گردان کرتے ہوئے ہم جمع مونث غائب کے صیغہ پر پہنچیں گے تو اس کی اصل شکل يَخْوِفْنَ ہوگی اب صورتحال یہ ہے کہ حرف علت متحرک ہے اور ماقبل ساکن ہے اس لئے یہ اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود الف میں تبدیل ہو جائے گا تو شکل يَخَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے اس لئے قاعدہ ۳ (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ قاعدہ ۳ (ب) کے تحت فاکلمہ چونکہ اصلاً ساکن تھا اور اس کی حرکت منتقل شدہ ہے اس لئے وہ برقرار رہے گی۔ اس طرح استعالیٰ شکل يَخْفَنُ ہوگی۔ اسی طرح قَوْل (ن) سے يَقُولُنْ پہلے يَقُولُنْ اور پھر يَقُلْنَ ہو گا جبکہ يَبِيعُ (ض) سے يَبِيعُنْ پہلے يَبِيعُنْ اور پھر يَبِيعْنَ ہو گا۔

۷: ۱ اب ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں فاکلمہ اصلاً مفتوح ہوتا ہے۔ خَوْف (س) سے ماضی کی گردان کرتے ہوئے جب ہم جمع مونث غائب کے صیغہ پر پہنچیں گے تو اس کی اصلی شکل خَوْفُ ہوگی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ حرف علت متحرک ہے اور اس کے ماقبل فتح ہے اس لئے واو تبدیل ہو کر الف بنے گا تو شکل خَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے۔ اس لئے قاعدہ ۳ (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ پھر قاعدہ ۳ (ب) کے تحت ہم نے دیکھا کہ فاکلمہ اصلاً مفتوح ہے اس لئے اس کی فتح کو ضمہ یا کسرہ میں بدلنا ہے۔ چونکہ اس کا مضارع مضموم العین نہیں ہے اس لئے فتح کو کسرہ میں تبدیل کریں گے تو استعالیٰ شکل خِفْنَ ہوگی۔ اسی طرح قَوْل (ن) سے قَوْلُنْ پہلے قَالُنْ اور پھر قُلْنَ ہو گا جبکہ يَبِيعُ (ض) سے يَبِيعُنْ پہلے بَاعُنْ اور پھر

بَعْنَ ہوگا۔

۸ : ۷۱ انتقال حرکت والے قاعدہ نمبر ۲ کے اشتناآت کی فہرست ذرا طویل ہے۔
آپ کو انہیں یاد کرنا ہوگا۔

(۱) اسم الآلہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں جیسے مِکْبَلٌ (تاپنے کا آلہ) مَنَوَالٌ (کپڑے بننے کی کھدی) مَغُولٌ (کدال) مَضِيدَةٌ (پھندا) وغیرہ بغیر تبدیلی کے اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

(۲) اسم التفصیل بھی اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے أَقْوَمٌ (زیادہ پائیدار) أَظْيَبٌ (زیادہ پاکیزہ) وغیرہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

(۳) الوان و عیوب کے مذکر کا وزن أَفْعَلٌ بھی مستثنیٰ ہے جیسے اَسْوَدٌ، اَبْيَضٌ، اَحْوَرٌ (۳) الوان و عیوب کے مزید فیہ کے ابواب بھی مستثنیٰ ہیں جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے ہیں جسے اَسْوَدٌ یَسْوَدُ (سیاہ ہو جانا) اَبْيَضٌ یَبْيِضُ (سفید ہو جانا) وغیرہ۔
(۵) فعل تعجب (جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے) بھی مستثنیٰ ہیں جیسے مَا أَظْلَمَ، مَا أَظْلَمَ، مَا أَظْلَمَ (وہ کتنا لبا ہے) مَا أَظْيَبَ، مَا أَظْيَبَ (وہ کتنا پاکیزہ ہے) وغیرہ۔

مشق نمبر ۶۹

مندرجہ ذیل مادوں سے ماضی معروف اور مضارع معروف میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

۱- قول (ن) ۲- بی ع (ض) ۳- خ وف (س)

اجوف (حصہ دوم)

۱ : ۷۲ گزشتہ سبق میں ہم نے اجوف کے کچھ قواعد سمجھ کر صرف کبیر پر ان کی مشق کر لی۔ اس سبق میں اب ہم صرف صغیر کے حوالہ سے کچھ باتیں سمجھیں گے۔ اس کے علاوہ محدود دائرہ کار والے کچھ مزید قواعد کا مطالعہ بھی کریں گے۔

۲ : ۷۲ اجوف سے فعل امر بنانے کے لئے کسی نئے قاعدہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ گزشتہ سبق کے دوسرے اور تیسرے قاعدہ کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً يَخَافُ (يَخْوَفُ) سے فعل امر کی اصلی شکل اِخْوَفُ بنتی ہے۔ دوسرے قاعدہ کے تحت ”و“ اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے الف میں تبدیل ہو گا اور فاکلمہ متحرک ہو جانے کی وجہ سے حمزة الوصل کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس طرح یہ خاف ہو جائے گا۔ پھر قاعدہ نمبر ۳ (الف) کے تحت الف گرے گا اور قاعدہ نمبر ۳ (ب) کے تحت فاکلمہ پر منتقل شدہ حرکت برقرار رہے گی۔ چنانچہ فعل امر خَفَ بنے گا۔ اسی طرح يَقُولُ (يَقْوُلُ) کا فعل امر اَقْوُلُ سے قَوْلُ اور پھر قُلُ ہو گا، جبکہ يَبِيعُ (يَبِيعُ) کا فعل امر اَبِيعُ سے بَيْعُ اور پھر بَيْعُ ہو گا۔

۳ : ۷۲ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کے لئے اس کے وزن فاعِلٌ کے عین کلمہ پر آنے والے حرف علت (وای) کو حمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے خَافَ کا اسم الفاعل خَاوِفٌ کی بجائے خَائِفٌ، بَاعَ کا بَائِعٌ کی بجائے بَائِعٌ اور قَالَ کا قَاوِلٌ کی بجائے قَائِلٌ ہو گا۔ نوٹ کر لیں کہ فاعِلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کا ہے اس لئے یہ قاعدہ صرف ثلاثی مجرد میں استعمال ہوتا ہے۔

۴ : ۷۲ اجوف کے اسم المفعول کا مطالعہ ہم دو حصوں میں کریں گے یعنی پہلے اجوف واوی کا اور پھر اجوف یائی کا۔ اجوف واوی سے اسم المفعول بنانے کے لئے بھی گزشتہ قواعد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا اسم المفعول ”مَقْعُولٌ“ کے وزن پر اصلاً ”مَقْوُولٌ“ ہو گا۔ اب ”و“ اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرے گا اور اس

کے بعد حرف ساکن ہے اس لئے وہ گر جائے۔ اس طرح وہ مَفْعُولٌ بنے گا۔ یاد کرنے میں آسانی کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف واوی کا اسم المفعول ”مَفْعُولٌ“ کے بجائے ”مَفْعُولٌ“ کے وزن پر آتا ہے۔

۵ : ۲۷ اجوف یائی کا اسم المفعول خلاف قاعدہ ”مَفْعِيلٌ“ کے وزن پر آتا ہے اور صحیح وزن یعنی ”مَفْعُولٌ“ پر بھی آتا ہے۔ اکثر الفاظ کا اسم المفعول دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً بَاغ کا اسم المفعول مَبْنِيْعٌ اور مَبْنِيُوْعٌ دونوں درست ہیں۔ اسی طرح عَاب کا مَعْنِيْتُ اور مَعْنِيُوْتُ دونوں درست ہیں۔ البتہ بعض مادوں سے اسم المفعول صرف مَفْعِيلٌ کے وزن پر ہی آتا ہے جیسے شَاد سے مَشِيْدٌ (مضبوط کیا ہوا) کَال سے مَكِيْلٌ (ناپا ہوا) وغیرہ۔

۶ : ۲۷ اجوف کے ایک قاعدہ کا زیادہ تر اطلاق ماضی مجہول میں ہوتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ حرف علت (وای) اگر مکسور ہے اور اس کے ماقبل ضمہ ہو تو ضمہ کو کسرہ میں بدل کر حرف علت کو ”ی“ ساکن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا ماضی مجہول اصلاً قَوْلٌ ہوگا اور بَاغ کا ماضی مجہول اصلاً يْبِعٌ ہوگا۔ ان دونوں میں حرف علت مکسور ہے اور ماقبل ضمہ ہے اس لئے ضمہ کو کسرہ میں اور حرف علت کو یائے ساکن میں تبدیل کریں گے تو یہ قِيْلَ اور يْبِعَ ہو جائیں گے۔ یاد کرنے میں آسانی کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر ”فِيْلٌ“ کے وزن پر آتا ہے۔ البتہ اجوف کے مضارع مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

۷ : ۲۷ ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب ایک لفظ میں دو حروف علت ”وای“ یکجا ہو جائیں اور ان میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو ”و“ کو ”ی“ میں تبدیل کر کے ان کا ادغام کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق ”فِيْعِلٌ“ کے وزن پر آنے والے اجوف واوی کے بعض اسماء میں تبدیلی ہوتی ہے مثلاً سَاءَ (سَوَاءً) سے فَيْعِلٌ کے وزن پر سَيُوْءٌ بنتا ہے پھر اس قاعدہ کے مطابق سَيِيْءٌ (برائی) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سَادَ (سَوَدَ) سے سَيُوْدٌ پھر سَيِيْدٌ (سردار) اور مَاتَ (مَوْت) سے مَيُوْتُ پھر

مَیِّت (مردہ) ہوگا۔ جبکہ اجوف یا کی میں چونکہ عین کلمہ ”ی“ ہوتا ہے اس لئے ”فَعِلَ“ کے وزن پر آنے والے الفاظ میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی صرف ادغام ہوتا ہے۔ مثلاً طَاب (طَلَبَ) سے طَلَبْتُ پھر طَلَبْتُ لَانَ (لَيْنَ) سے لَيْنْتُ پھر لَيْنْتُ (نرم) اور بَانَ (بَيْنَ) سے بَيْنْتُ پھر بَيْنْتُ (واضح) ہوگا۔

مشق نمبر ۷۰

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صغیر کریں۔

۱- ق ول (ن) ۲- ب ی ع (ض) ۳- خ وف (س)

ضروری ہدایت

اب وقت ہے کہ مشق نمبر ۵۶ (ب) کے آخر میں دی گئی ہدایت کا آپ دوبارہ مطالعہ کریں۔

اجوف (حصہ سوم)

۱ : ۷۳ اس سبق میں اب ہمیں اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ابواب مزید فیہ کے حوالے سے سمجھنا ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کر لیں کہ اجوف کی تبدیلیاں مزید فیہ کے صرف ایسے چار ابواب میں ہوتی ہیں جن کے شروع میں ہمزہ آتا ہے یعنی افعال، افعال، اور استفعال۔ جبکہ لقیہ چار ابواب یعنی تفعیل، مفاعلہ، تفعیل اور تفاعل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور ان میں اجوف اپنے صحیح وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے۔

۲ : ۷۴ دوسری بات یہ نوٹ کر لیں کہ اجوف کے قاعدہ نمبر ۳ (ب) کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزید فیہ کے لام کلمہ پر اگر علامت سکون ہوگی تو قاعدہ نمبر ۳ (الف) کے تحت عین کلمہ کی /روری تو گرے گی لیکن اس کے ماقبل کی حرکت برقرار رہے گی اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

۳ : ۷۵ مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی نہیں ہوتی ان کا اسم الفاعل اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔ اور جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے اس میں گزشتہ قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ضی ع باب افعال میں أَضَاعَ (أَضِيعُ) يُضِيعُ (يُضِيعُ) ضاع کرنا ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل مُضِيعٌ بنتی ہے۔ اب دوسرے قاعدے کے تحت ”ی“ کی حرکت ماقبل کو منتقل ہوگی اور کسرہ کے مناسب ہونے کی وجہ سے ”ی“ برقرار رہے گی۔ اس طرح یہ مُضِيعٌ ہو جائے گا۔ اسی طرح و ن باب افعال میں اِخْتَانَ (اِخْتَنُ) يَخْتَانُ (يَخْتُونُ) خیانت کرنا ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل مُخْتُونٌ بنتی ہے۔ اب پہلے قاعدے کے تحت و او تبدیل ہو کر الف بنے گی تو یہ مُخْتَانٌ ہو جائے گا۔

۴ : ۷۳ مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے۔ ان کے مصدر میں تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔ باب افعال اور استفعال کے مصدر میں تبدیلی کا طریقہ الگ ہے جبکہ افعال اور انفعال کا طریقہ الگ ہے۔

۵ : ۷۳ باب افعال اور استفعال کے مصدر میں تبدیلی اصلاً تو گزشتہ قواعد کے تحت ہی ہوتی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں دو الف یکجا ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک الف کو گرا کر آخر میں ”ة“ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَصَاعٌ یَصْنَعُ کا مصدر اصلاً اَصْنِیَاعٌ ہو گا۔ اب ”ی“ اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے الف میں تبدیل ہوگی تو لفظ اَصَاعٌ بنے گا۔ پھر ایک الف کو گرا کر آخر میں ”ة“ کا اضافہ کریں گے تو اِصَاعَةٌ استفعال ہو گا۔ اسی طرح سے اِعَانَةٌ اِجَابَةٌ وغیرہ ہیں۔ ایسے ہی باب استفعال میں اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ کا مصدر اصلاً اِسْتَعْوَانٌ ہو گا جو پہلے اِسْتِعَاانٌ اور پھر اِسْتِعَانَةٌ ہو گا۔

۶ : ۷۳ باب افعال اور انفعال کے مصدر میں اجوف واوی کی ”و“ تبدیل ہو کر ”ی“ بن جاتی ہے۔ مثلاً اِخْتَانَ یَخْتَانُ کا مصدر اصلاً اِخْتَوَانٌ ہو گا جو اِخْتِیَانٌ بن جائے گا۔ جبکہ غی ب افعال میں اِعْتَابٌ یُعْتَابُ (غیبت کرنا) ہو گا۔ اس کا مصدر اصلاً اِخْتِیَابٌ ہو گا اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اسی طرح استفعال ہو گا کیونکہ اس آنے والے افعال لازم ہوتے ہیں۔

۷ : ۷۳ گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا تھا کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر ”فیل“ کے وزن پر آتا ہے۔ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ مذکورہ قاعدہ اجوف کے ثلاثی مجرد اور باب افعال کے ماضی مجہول میں استفعال ہوتا ہے۔ جبکہ باب افعال اور استفعال کے ماضی مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہوتی ہے۔ اور باب انفعال سے مجہول نہیں آتا کیونکہ اس سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔

۸ : ۷۳ اجوف میں گنتی کے چند افعال ایسے ہیں جو باب استفعال میں تبدیل شدہ

شکل کے بجائے اپنی اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فعل
 اِسْتَعْتَصِبَ يَسْتَعْتَصِبُ اِسْتِعْصَابًا (کسی معاملہ کی منظوری چاہنا) ہے۔ قاعدہ کے
 مطابق اسے اِسْتِعْصَابٌ يَسْتَعْتَصِبُ اِسْتِعْصَابَةً ہونا چاہئے۔ اس کو اس طرح استعمال
 کرنا اگرچہ جائز تو ہے تاہم زیادہ تر یہ اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح
 ایک اور فعل اِسْتَحْوَذَ يَسْتَحْوِذُ اِسْتِحْوَاذًا (کسی سوچ پر قابو پالینا، غالب آجانا)
 ہے۔ یہ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوتا ہے اور قرآن کریم میں بھی اسی طرح استعمال
 ہوا ہے۔

ذخیرہ الفاظ

عَوَّذًا (ن) عَوَّذًا = کسی کی پناہ میں آنا (افعال) = کسی کو کسی کی پناہ میں دینا تفہیل = کسی کو پناہ دینا (استعمال) = کسی کی پناہ مانگنا	صَّيَّعٌ (ض) صَّيَّعًا صَّيَّعَاتًا = ضائع ہونا (افعال) = ضائع کرنا
رَوَّذًا (ن) رَوَّذًا = کسی چیز کی طلب میں گھومنا (افعال) = قصد کرنا، ارادہ کرنا	تَوَّبَ (ن) تَوَّبًا تَوَّبَةً = ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا تَابَ إِلَى = بندے کا اللہ کی طرف لوٹنا، توبہ کرنا تَابَ عَلَى = اللہ کی رحمت کا بندے کی طرف لوٹنا، توبہ قبول کرنا
صَوَّبَ (ن) صَوَّبًا = اوپر سے اترنا (ض) صَيَّبًا = نشانہ پر لگنا (افعال) = ٹھیک نشانہ پر لگنا	تَوَّبَ (ن) تَوَّبًا = کسی چیز کا اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنا تَوَّابٌ = بدلہ، عمل کی جزا جو عمل کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے
جَوَّبَ (ن) جَوَّبًا = کاٹنا، جواب دینا (افعال) = بات مان لینا	زَيَّدَ (ض) زَيَّدًا زَيَادَةً = بڑھانا، زیادہ ہونا بڑھانا، زیادہ کرنا
ذَوَّقَ (ن) ذَوَّقًا = چکھنا (افعال) = چکھانا	جَوَّعَ (ن) جَوَّعًا = بھوکا ہونا

مشق نمبر ۷۱ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صیغہ کریں۔

۱۔ رود (افعال) ۲۔ رب (افعال) ۳۔ جوب (استفعال)

مشق نمبر ۷۱ (ب)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

- (۱) فِی قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (۲) مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا (۳)
 أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ (۴) وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (۵)
 فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي (۶) وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ (۷) وَإِنْ تَصِيبُكُم سَيِّئَةٌ
 يَفْرَحُوا بِهَا (۸) ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ - وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (۹) قَالَ إِنِّي
 ثَبْتُ الْآنَ (۱۰) ثُمَّ نَذَرْتَهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ (۱۱) وَإِنْ يُرْذَكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ
 لِفَضْلِهِ (۱۲) فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ (۱۳) فَكَفَرْتُ
 بِأَنْعَمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ (۱۴) رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۱۵)
 فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ (۱۶) ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (۱۷) إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ (۱۸) مَا
 أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (۱۹) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ
 عَامِلٍ مِّنْكُمْ

مشق نمبر ۷۱ (ج)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی قسم 'مادہ' باب اور صیغہ بتائیں۔

- (۱) أَعُوذُ (۲) مَثَابَةً (۳) فَلْيَسْتَجِيبُوا (۴) أُعِيذُ (۵) ثَبْتُ (۶) نَذَرْتُ
 (۷) إِنْ يُرْذُ (۸) رَادُّ (۹) تَوْبُوا (۱۰) مُجِيبٌ (۱۱) أَذَاقُ (۱۲) زِدْ
 (۱۳) فَاسْتَعِذْ (۱۴) ذُقْ (۱۵) مُصِيبَةٍ (۱۶) أُضِيعُ

ناقص (حصہ اول)

(ماضی معروف)

۱ : ۷۴ سبق نمبر ۶۳ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے لام کلمہ کی جگہ حرف علت ”و“ آجائے اسے ناقص کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر لام کلمہ کی جگہ ”واو“ ہو تو اسے ناقص واوی اور اگر ”ی“ ہو تو اسے ناقص یائی کہیں گے۔ ناقص افعال اور اسماء میں اجوف کی نسبت زیادہ تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ تبدیلیاں تو ناقص کے قواعد کے تحت ہوتی ہیں اور گزشتہ اسباق میں پڑھے ہوئے کچھ قواعد کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ناقص میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے زیادہ غور اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی گزشتہ قواعد کا پوری طرح یاد ہونا بھی ضروری ہے۔

۲ : ۷۴ اجوف کے پہلے قاعدہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ حرف علت متحرک ہو اور ماقبل فتح ہو تو حرف علت ”و“ کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اجوف میں اس قاعدہ کے اطلاق کے وقت ”و“ اور ”ی“ دونوں کو تبدیل کر کے الف ہی لکھا جاتا ہے جیسے قَوْل سے قَال اور بَيْع سے بَاع۔ لیکن ناقص میں جب اس قاعدہ کا اطلاق کرتے ہیں تو تبدیل شدہ الف کو لکھنے کا طریقہ ناقص واوی اور ناقص یائی میں مختلف ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

۳ : ۷۴ ناقص واوی (ثلاثی مجرد) میں جب واو الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الف ہی لکھی جاتی ہے جیسے دَعَو سے دَعَا (اس نے پکارا) تَلَو سے تَلَا (وہ پیچھے پیچھے آیا) وغیرہ۔ لیکن ناقص یائی میں جب ”ی“ الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الف مقصورہ یعنی ی لکھی جاتی ہے۔ جیسے مَشَى سے مَشَى (وہ چلا) عَصَى سے عَصَى

(اس نے نافرمانی کی) وغیرہ۔

۴ : ۴ اس سلسلہ میں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ ناقص کے فعل ماضی کے بعد اگر ضمیر مفعولی آرہی ہو تو واوی اور یائی دونوں الف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ جیسے دَعَاہُمْ (اس نے ان کو پکارا) عَصَانِی (اس نے میری نافرمانی کی) وغیرہ۔

۵ : ۴ اب ایک بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اجوف کے پہلے قاعدے کا جب ناقص پر اطلاق ہوتا ہے تو ناقص کے مندرجہ ذیل تشنیہ کے صیغے اس قاعدے سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔

(۱) ماضی معروف میں تشنیہ کا پہلا صیغہ یعنی فَعَلًا کا وزن مستثنیٰ ہے۔ مثلاً دَعَوَ (دَعَا) کا تشنیہ دَعَوًا اور مَشَى (مَشَى) کا تشنیہ مَشًیًا تبدیلی کے بغیر استعمال ہوگا حالانکہ حرف علت متحرک اور ماقبل فتح کی صورت حال موجود ہے۔

(۲) مضارع معروف میں تشنیہ کے پہلے چار صیغے یعنی یَفْعَلَانِ اور تَفْعَلَانِ کے اوزان مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً یَدْعُوَانِ، تَدْعُوَانِ اور یَمْشِيَانِ، تَمْشِيَانِ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوں گے۔

۶ : ۴ ناقص کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ کا حرف علت اور صیغہ کا حرف علت اگر یکجا ہو جائیں تو لام کلمہ کا حرف علت گر جاتا ہے۔ پھر عین کلمہ پر اگر فتح ہے تو وہ برقرار رہے گی۔ اگر ضمہ یا کسرہ ہے تو اسے صیغہ کے حرف علت کے مناسب رکھنا ہوگا۔ اب اس قاعدہ کو دونوں طرح کی مثالوں سے سمجھ لیں۔

۷ : ۴ پہلے وہ مثال لے لیں جس میں عین کلمہ پر فتح ہوتی ہے جو برقرار رہتی ہے۔ دَعَوَ (دَعَا) کے جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل دَعَوْا بنتی ہے۔ اس کے لام کلمہ کا ”و“ گرے گا تو دَعَوْا باقی بچا۔ عین کلمہ کی فتح برقرار رہے گی اس لئے یہ دَعَوْا ہی استعمال ہوگا۔ اسی طرح زَمْی (زَمْی) ”اس نے پھینکا“ کی جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل زَمِنُوا ہوگی۔ لام کلمہ کی ”ی“ گرے گی تو زَمِنُوا باقی

بچے گا اور یہ اسی طرح استعمال ہو گا۔

۱۱ : ۷۲ اب یہ بات جی لوٹ لریں ماسی معروف میں تشبیہ مؤنث عَاب کا صیغہ یعنی فَعَلْنَا اپنے واحد کی استعمالی شکل سے بنتا ہے مثلاً دَعَتْ سے دَعْتَا بنے گا اور لَقِيتُ سے لَقِيتَا بنے گا۔ اس کے بعد ماضی کے وہ صیغہ آجاتے ہیں جن میں لام کلمہ

ساکن ہوتا ہے یعنی فَعَلَنْ، فَعَلْتُ سے لے کر فَعَلْتُ، فَعَلْنَا تک۔ ان تمام صیغوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر ۷۲

مندرجہ ذیل مادوں سے ماضی معروف میں اصلی شکل اور استعالیٰ شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

(i) ع ف و (ن) = معاف کر دینا

(ii) ھ د ی (ض) = ہدایت دینا

(iii) ن س ی (س) = بھول جانا

(iv) س ر و (ک) = شریف ہونا

ناقص (حصہ دوم)

(مضارع معروف)

۱: ۵۷ گزشتہ سبق میں ہم نے ناقص کے ماضی معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ناقص کے ایک قاعدہ اور کچھ سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھا تھا۔ اب ناقص کے مضارع معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو بھی ہم ناقص کے ایک نئے قاعدہ اور سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھیں گے۔

۲: ۵۷ ناقص کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضموم واو ”و“ کے ماقبل اگر ضمہ ہو تو ”و“ ساکن ہو جاتی ہے اور مضموم یا (ئ) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو ”ی“ ساکن ہو جاتی ہے۔ یعنی — وُ — وُ اور — ئِ — ئِ۔ اب اس قاعدہ کو مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔

۳: ۵۷ دَعَوَ (ن) کا مضارع اصلاً يَدْعُو بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت يَدْعُو ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رَمَى (ض) کا مضارع اصلاً يَرْمِي بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت يَرْمِي ہو جاتا ہے۔ لیکن اب غور کریں کہ لَقِيَ (س) کا مضارع اصلاً يَلْقَى بنتا ہے۔ اس میں اس قاعدہ کے تحت تبدیلی نہیں ہوگی اس لئے کہ مضموم یا کے ماقبل کسرہ نہیں ہے۔ البتہ اس پر اجوف کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہوگا اس لئے کہ متحرک حرف علت کے ماقبل فتح ہے۔ چنانچہ يَلْقَى تبدیل ہو کر يَلْقَى بنے گا۔

۴: ۵۷ گزشتہ سبق کے پیرا گراف نمبر ۵: ۷۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناقص میں مضارع معروف کے تشبیہ کے چاروں صیغہ تبدیلیوں سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے تشبیہ کو چھوڑ کر اب ہم جمع مذکر غائب کے صیغہ يَفْعَلُونَ پر غور کرتے ہیں۔ يَدْعُو (يَدْعُو) جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلاً يَدْعُوْنَ بنے گا۔ یہاں لام کلمہ کا حرف علت اور صیغہ کا حرف علت یکجا ہیں اس لئے ناقص کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہوگا۔ لام

کلمہ کی واو گر جائے گی۔ اس کے ماقبل کی ضمہ کو صیغہ کی واو سے مناسبت ہے اس لئے یَذْعُوْنَ ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَزْمِيْ (یَزْمِيْ) سے اصلاً يَزْمِيُوْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی ”ی“ گرے گی۔ ماقبل کسرہ کو صیغہ کی واو سے مناسبت نہیں ہے۔ اس لئے کسرہ کو ضمہ میں تبدیل کریں گے تو يَزْمُوْنَ استعمال ہو گا۔ يَلْقَى (يَلْقَى) سے اصلاً يَلْقِيُوْنَ بنے گا لام کلمہ کی ”ی“ گرے گی اور ماقبل کی فتح برقرار رہے گی اور يَلْقُوْنَ استعمال ہو گا۔

۵ : ۵ واحد مونث حاضر کے صیغہ یعنی تَفْعَلِيْنَ کے وزن پر بھی ناقص کے دوسرے قاعدے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کو بھی مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔ يَذْعُوْ (يَذْعُوْ) واحد مونث کے حاضر صیغہ میں اصلاً تَذْعُوْنِ بنے گا۔ ناقص کے پہلے قاعدہ کے تحت لام کلمہ کی واو گرے گی۔ ماقبل کی ضمہ کو صیغہ کی ”ی“ سے مناسبت نہیں ہے اس لئے ضمہ کو کسرہ میں تبدیل کریں گے تو تَذْعِيْنَ استعمال ہو گا۔ اسی طرح يَزْمِيْ (يَزْمِيْ) سے اصلاً تَزْمِيْنِ بنے گا۔ لام کلمہ کی ”ی“ گرے گی۔ ماقبل کی کسرہ کو صیغہ کی ”ی“ سے مناسبت ہے اس لئے تَزْمِيْنِ استعمال ہو گا۔ يَلْقَى (يَلْقَى) اصلاً تَلْقِيْنِ بنے گا۔ ماقبل کی فتح برقرار رہے گی اور تَلْقِيْنِ استعمال ہو گا۔

۶ : ۵ آخر میں اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جمع مَوْنِث یعنی نون النسوة والے دونوں صیغوں میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ جبکہ متکلم کے صیغوں میں ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت تبدیلی ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اب آپ ناقص کے مضارع معروف کی پوری صرف کبیر کر لیں گے۔

مشق نمبر ۷۳

مشق نمبر ۷۲ میں دیئے گئے مادوں سے مضارع معروف میں اصلی شکل اور استعمالی شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

ناقص (حصہ سوم)

(مجمول)

۱: ۷۶۔ ناقص کا قاعدہ نمبر ۳ (الف) یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخر میں آنے والی "و" (جو عموماً ناقص کلام کلمہ ہوتا ہے) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو واو کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کا اطلاق ناقص واوی (ثلاثی مجرد) کے تمام ماضی مجہول افعال میں ہوتا ہے۔ لیکن ماضی معروف کے کچھ مخصوص افعال پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ پہلے ہم ماضی معروف کے افعال کی مثالوں سے اس قاعدہ کو سمجھیں گے پھر ماضی مجہول کی مثالیں لیں گے۔

۲: ۷۶۔ ناقص واوی جب باب سَمِعَ سے آتا ہے تو اس کے ماضی معروف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً رَضُوا (وہ راضی ہوا) تبدیل ہو کر رَضِیَ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح غَشُوا (اس نے ڈھانپ لیا) غَشِیَ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی صرف کبیر بھی "ی" کے ساتھ ہوتی ہے۔ یعنی رَضِیَ، رَضِیَا، رَضُوا (اصلاً رَضِیُوا) رَضِیَتْ، رَضِیَتْ، رَضِیَتْ سے آخر تک۔

۳: ۷۶۔ ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی باب سے آئے ہر ایک کے ماضی مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔ اس لئے کہ ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے فَعِلَ۔ مثلاً دُعُوا سے دُعِی (وہ پکارا گیا) غُفُوا سے غُفِی (وہ معاف کیا گیا) وغیرہ۔ پھر ان کی صرف کبیر بھی تبدیل شدہ "ی" کے ساتھ ہوگی۔

۴: ۷۶۔ بعض دفعہ اجوف کے کچھ اسماء کی جمع مکسر اور مصدر میں بھی اس قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ثَوَّبَ کی جمع ثَوَّبَتْ تبدیل ہو کر ثِیَابَتْ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صَامَ یَصُومُ کا مصدر صَوَّامٌ سے صِیَامٌ اور قَامَ یَقُومُ کا مصدر قِوَامٌ سے قِیَامٌ ہو جاتا ہے۔

۵ : ۷۶ ناقص کا قاعدہ نمبر ۳ (ب) یہ ہے کہ جب ”و“ کسی لفظ میں تین حرفوں کے بعد ہو یعنی چوتھے نمبر پر یا اس کے بعد واقع ہو اور اس کے ماقبل ضمہ نہ ہو تو ”و“ کو ”ی“ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے جَبَوُ (ض) = (اکٹھا کرنا پھل یا چندہ وغیرہ) کا مضارع اصلاً یَجْبُوْ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَجْبِیْ ہو گا پھر ناقص کے دوسرے قاعدہ کے تحت یَجْبِیْ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے رَضَوُ (رَضِیْ) کا مضارع اصلاً یَرْضُوْ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَرْضِیْ اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یَرْضِیْ ہو جائے گا۔

۶ : ۷۶ ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی باب سے آئے ہر ایک کے مضارع مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہو گا اس لئے کہ اس کا ایک ہی وزن یَفْعَلُ ہے۔ مثلاً ذَعُوْ (ذُعِیْ) کا مضارع اصلاً یَذْعُوْ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَذْعِیْ ہو گا اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یَذْعِیْ ہو جائے گا۔ اسی طرح غَفَوُ (غَفِیْ) کا مضارع یَغْفُوْ سے پہلے یَغْفِیْ پھر یَغْفِیْ ہو جائے گا۔

۷ : ۷۶ ناقص کے اسی قاعدہ نمبر ۳ (ب) کے تحت ناقص واوی کے تمام مزید فیہ افعال میں ”و“ کو ”ی“ میں بدل دیا جاتا ہے۔ پھر حسب ضرورت اس ”ی“ میں مزید قواعد جاری ہوتے ہیں۔ مثلاً اِزْتَضَوُ (اِفْتَعَلَ) پہلے اِزْتَضِیْ اور پھر اِزْتَضِیْ ہو گا۔ اس کا مضارع یَزْتَضُوْ پہلے یَزْتَضِیْ اور پھر یَزْتَضِیْ ہو گا۔

۸ : ۷۶ آپ کو یاد ہو گا کہ پیرا اگر اف ۶ : ۷۳ میں آپ کو بتایا تھا کہ باب اِقتعال اور افعال کے مصدر میں اجوف واوی کی ”و“ تبدیل ہو کر ”ی“ بن جاتی ہے۔ یہ تبدیلی بھی ناقص کے اسی قاعدہ ۳ (ب) کے تحت ہوتی ہے۔ وہاں وی گئی مثالیں اِخْتَبَوُا سے اِخْتَبِیْا وغیرہ دوبارہ دیکھ لیں۔

۹ : ۷۶ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ناقص میں اکثر ”و“ بدل کر ”ی“ ہو جاتی ہے۔ جبکہ کبھی ”ی“ بدل کر ”و“ ہو جاتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں مختلف الفاظ

ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اکثر الفاظ کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اصل مادہ واوی ہے کہ یائی ہے تا کہ ڈکٹری میں اسے متعلقہ پٹی میں دیکھا جائے۔ بلکہ بعض دفعہ خود ڈکٹریوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک ڈکٹری میں کوئی مادہ ناقص واوی کے طور پر لکھا ہوتا ہے تو دوسری ڈکٹری میں وہی مادہ ناقص یائی کے طور پر لکھا ہوتا ہے۔ مثلاً صلو / صلی۔ طغو / طغی۔ غشو / غشی وغیرہ۔

۱۰ : ۷۱ اب آپ کو ذہنی طور پر اس بات کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ کوئی لفظ اگر ناقص واوی میں نہ ملے تو یائی میں ملے گا۔ تاہم اس تلاش میں ڈکٹری کی زیادہ ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی۔ کیونکہ اسی مقصد کے لئے عربی حروف ابجد میں آخری چار حرفوں کی ترتیب یوں رکھی گئی ہے۔ ”ن۔ ہ۔ و۔ ی“ جبکہ اردو میں یہ ترتیب ”ن۔ و۔ ہ۔ ی“ ہے۔ اس طرح ڈکٹری میں ”و“ اور ”ی“ آخر پر ساتھ ساتھ مل کر آ جاتے ہیں۔

۱۱ : ۷۱ یاد رہے کہ قدیم ڈکٹریوں میں سے اکثر میں مادوں کی ترتیب مادہ کے آخری حرف (لام کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے جبکہ جدید ڈکٹریوں میں مادوں کی ترتیب پہلے حرف (فاکلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ قدیم ڈکٹریوں میں ناقص واوی اور یائی ایک ہی جگہ ساتھ ساتھ بیان کئے جاتے ہیں۔ جبکہ جدید ڈکٹریوں میں جہاں مادے ”فا“ کلمہ کی ترتیب سے ہوتے ہیں پہلے ناقص واوی کا بیان ہوتا ہے اور اس کے فوراً بعد ناقص یائی مذکور ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی مادہ کی تلاش میں زیادہ پریشانی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر ۴

مادہ غ ش و (س) سے ماضی معروف، مضارع معروف، ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی صرف کبیر کریں۔

ناقص (حصہ چہارم)

(صرف صغیر)

۱ : ۷۷ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم صرف صغیر کے بقیہ الفاظ یعنی فعل امر، اسم الفاعل، اسم المفعول اور مصدر میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کریں گے اور اس حوالہ سے کچھ نئے قواعد سیکھیں گے۔

۲ : ۷۷ ناقص کا چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ ساکن حرف علت کو جب مجزوم کرتے ہیں تو وہ گر جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے مضارع مجزوم پر ہوتا ہے۔ مثلاً ”يَذْعُو“ سے فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گر گئی اور ہمزہ الوصل لگایا تو ”اُذْعُو“ بنا۔ اب لام کلمہ کو مجزوم کیا تو ”واو“ گر گئی۔ اس طرح اس کا فعل امر اُذْعُ استعمال ہو گا۔ اسی طرح ”يَذْعُو“ پر جب ”لَمْ“ داخل ہو گا تو لام کلمہ مجزوم ہو گا اور ”واو“ گر جائے گی۔ اس لئے لَمْ يَذْعُو کی بجائے ”لَمْ يَذْعُ“ استعمال ہو گا۔

۳ : ۷۷ یہ بات نوٹ کر لیں کہ ناقص کا مضارع جب منصوب ہوتا ہے تو اس کا حرف علت (وای) برقرار رہتا ہے البتہ اس پر فتح آ جاتی ہے جیسے يَذْعُو سے لَنْ يَذْعُو ہو جائے گا۔

۴ : ۷۷ ناقص کا پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ پر اگر تنوین ضمہ ہو اور ماقبل متحرک ہو تو لام کلمہ گر جاتا ہے اور اس کے ماقبل اگر ضمہ یا کسرہ تھی تو اس کی جگہ تنوین کسرہ آئے گی اور اگر فتح تھی تو تنوین فتح آئے گی۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے اسم الفاعل اور اسم الظرف پر ہوتا ہے۔ اس لئے دوا لگ الگ مثالوں کی مدد سے ہم اس قاعدہ کو سمجھیں گے۔ پہلے اسم الفاعل کی مثال اور پھر اسم الظرف کی مثال لیں گے۔

۵ : ۷۷ دَعَا (دَعَوُ) کا اسم الفاعل ”فَاعِلٌ“ کے وزن پر دَاعُو بنتا ہے۔ اس میں

”واو“ چوتھے نمبر پر ہے اس لئے پہلے یہ ناقص کے قاعدہ نمبر ۳ (ب) کے تحت ذاعیٰ ہو گا۔ پھر مذکورہ بالا پانچویں قاعدہ کے تحت لام کلمہ سے ”ی“ گر جائے گی۔ ماقبل چونکہ کسرہ ہے اس لئے اس کی جگہ تنوین کسرہ آئے گی تو لفظ ذاع بنے گا۔ اس کو دو طرح سے لکھ سکتے ہیں یعنی ذاع بھی اور ذاعی بھی۔ البتہ دوسری شکل میں ”ی“ صرف لکھی جائے گی لیکن پڑھنے میں صامت (SILENT) رہے گی۔

۶ : ۷ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ ناقص کے اسم الفاعل پر جب لام تعریف داخل ہوتا ہے تو پھر اس پر مذکورہ قاعدہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذاعیٰ پر جب لام تعریف داخل ہو گا تو یہ الذاعیٰ بنے گا۔ اب لام کلمہ پر تنوین ضمہ نہیں ہے اس لئے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت یہ الذاعیٰ سے تبدیل ہو کر الذاعیٰ بن جائے گا اور اسی طرح استعمال ہو گا۔ خیال رہے کہ قرآن مجید کی خاص املاء میں چند مقامات پر لام تعریف کے باوجود لام کلمہ کی ”ی“ کو خلاف قاعدہ گرا دیا گیا ہے۔ مثلاً یَوْمَ یَدْعُو الدَّاعِ (جس دن پکارنے والا پکارے گا) جو دراصل الذاعیٰ ہے۔ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (پس وہی ہدایت پانے والا ہے) میں بھی دراصل الْمُهْتَدِ ہی ہے۔

۷ : ۷ اب دیکھیں کہ دَعَا (دَعَوْ) کا اسم الظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر اصلاً مَدْعُوٌّ بنتا ہے۔ یہ بھی پہلے مَدْعُوٌّ ہو گا پھر اس کا لام کلمہ گرے گا۔ ماقبل چونکہ فتح ہے اس لئے اس پر تنوین فتح آئے گی تو یہ مَدْعُوٌّ استعمال ہو گا۔

۸ : ۷ ناقص سے اسم المفعول بنانے کے لئے کوئی نیا قاعدہ نہیں سیکھنا ہوتا۔ دَعَا (دَعَوْ) کا اسم المفعول مَفْعُولٌ کے وزن پر مَدْعُوٌّ بنتا ہے۔ اس میں لام کلمہ پر تنوین ضمہ تو موجود ہے لیکن ماقبل متحرک نہیں ہے اس لئے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ یہاں صورت حال یہ ہے کہ مثلیں یکجا ہیں۔ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہے۔ اس لئے ادغام کے پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جائے گا اور مَدْعُوٌّ استعمال ہو گا۔

۹ : ۷ نوٹ کر لیں کہ ناقص یا ئی کا اسم المفعول خلاف قاعدہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں پہلے مفعول (وزن) کی ”و“ کو ”ی“ میں بدل دیتے ہیں اور عین کلمہ کا ضمہ بھی کسرہ میں بدل دیتے ہیں۔ پھر دونوں ”ی“ کا ادغام ہو جاتا ہے۔ اس طرح ناقص یا ئی سے اسم المفعول کا وزن ”مفععی“ رہ جاتا ہے۔ مثلاً زَمْیَ یَزْمِیْ سے مَزْمِیْ، هَدَىٰ یَهْدِیْ سے مَهْدِیْ وغیرہ۔

۱۰ : ۷ پیرا گراف ۳ : ۷۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اجوف ثلاثی مجرد میں اسم الفاعل بناتے وقت حرف علت کو ہمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ یہ تبدیلی بھی ناقص کے قاعدے کے تحت ہوتی ہے۔ چنانچہ ناقص کا چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ کسی اسم کے حرف علت (و/ی) کے ماقبل اگر الف زائدہ ہو تو اس و/ی کو ہمزہ میں بدل دیں گے۔ جیسے سَمَاؤُ سے سَمَاءُ، بِنَاءُ (عمارت) وغیرہ۔ نوٹ کر لیں کہ الف زائدہ سے مراد وہ الف ہے جو کسی مادہ کی (و/ی) سے بدل کر نہ بنا ہو بلکہ صرف کسی وزن میں آتا ہو۔

۱۱ : ۷ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اجوف میں اس کا استعمال محدود ہے جبکہ ناقص میں یہ قاعدہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ مجرد کے بعض مصادر، جمع مکسر کے بعض اوزان اور مزید فیہ کے ان تمام مصادر میں استعمال ہوتا ہے جن کے آخر پر ”ا“ آتا ہے یعنی اِفْعَالٌ، فِعَالٌ، اِفْتِعَالٌ، اِنْفِعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ۔ مجرد کے مصادر میں سے دُعَاؤُ سے دُعَاءُ، جَزَائُ سے جَزَاءُ وغیرہ۔ جمع مکسر کے اوزان اَفْعَالٌ اور فِعَالٌ میں اَسْمَاؤُ سے اَسْمَاءُ اور نِسَاؤُ سے نِسَاءُ وغیرہ اور مزید فیہ کے مصادر میں سے اِخْفَائُ سے اِخْفَاءُ (چھپانا)، لِقَائُ سے لِقَاءُ (ملاقات کرنا)، اِنْتِلَاؤُ سے اِنْتِلَاءُ (آزمنا)، اِسْتِسْقَائُ سے اِسْتِسْقَاءُ (پانی طلب کرنا) وغیرہ۔

۱۲ : ۷ اب ناقص مادوں سے بننے والے بعض اسماء کو سمجھ لیں جن کا لام کلمہ گر جاتا ہے اور لفظ صرف دو حرفوں یعنی ”قا“ اور ”عین“ کلمہ پر مشتمل رہ جاتا ہے۔

اس قسم کے متعدد اسماء قرآن کریم میں بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً اَبٌ، اَخٌ وغیرہ۔
اس قسم کے الفاظ کی اصلی شکل کی نون تنوین کو ظاہر کر کے لکھیں اور گزشتہ قواعد کو ذہن میں رکھ کر غور کریں تو ان میں ہونے والی تبدیلیوں کو آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

۱۳: ے اَبٌ دراصل اَبُو تھا۔ اس کی نون تنوین کھولیں گے تو یہ اَبُوُن ہوگا۔ اب حرف علت متحرک اور ما قبل ساکن ہے۔ اجوف کے قاعدہ نمبر ۲ کے تحت حرکت ما قبل کو منتقل ہوئی تو یہ اَبُوُن ہو گیا۔ پھر اجوف کے قاعدہ نمبر ۳ کے تحت ”و“ گری تو اَبُن باقی بچا جسے اَبٌ لکھتے ہیں۔ اس طرح سے :

اَخٌ = اَخُوٌ = اَخُوُن = اَخُن = اَخٌ
عَدٌ = عَدُوٌ = عَدُوُن = عَدُن = عَدٌ
دَمٌ = دَمِيٌ = دَمِينٌ = دَمِينٌ = دَمُن = دَمٌ
يَدٌ = يَدِيٌ = يَدِينٌ = يَدِينٌ = يَدُن = يَدٌ

یہی وجہ ہے کہ ان اسماء کے تشبیہ میں ”و“ یا ”ی“ پھر لوٹ آتی ہے جیسے اَبُوَانِ دَمِيَانِ وغیرہ۔ البتہ يَدِيَانِ بصورت يَدَانِ ہی استعمال ہوتا ہے۔

ذخیرۃ الفاظ

لَقِيَ (س) لِقَاءً = پالینا، سامنے آنا (افعال) = سامنے کرنا، پھینکنا، ڈالنا (تفعل) = دینا	شَرَى (ض) شِرَاءً = سوداگری کرنا، خریدنا، بیچنا (اتعال) = خریدنا
نَدَى (س) نَدَاوَةً = کسی چیز کو ترک کرنا (مفاعله) = آواز بلند کرنا، پکارنا (حلق ترک کر کے)	دَعَا (س) دَعَاءً = پکارنا (مدد کے لئے) دَعْوَةً = دعوت دینا
سَقَى (ض) سَقِيًا = (خود) پلانا (افعال) = پینے کے لئے دینا (استعمال) = پینے کے لئے مانگنا	دَعَا لَهُ = کسی کے حق میں دعا کرنا دَعَا عَلَيْهِ = کسی کے خلاف دعا کرنا
هَدَى (ض) هِدَايَةً = ہدایت دینا	رَضَى (س) رِضْوَانًا = راضی ہونا، پسند کرنا

خَشِيَ (س) خَشْيَةً = کسی کی عظمت کے علم سے دل پر ہیبت یا خوف طاری ہونا	(اعتل) = ہدایت پانا
خَلَّ وَ (ن) خَلَاءً = جگہ کا خالی ہونا	ءَتَى (ض) اَتَيْنَا = آنا حاضر ہونا
خَلْوَةٌ = تنہائی میں ملنا	(افعال) = حاضر کرنا دینا
مَشَى (ض) مَشْيًا = چلنا	عَظَوْا (ن) عَظْوًا = لینا
لَفَى (ض) كِفَايَةً = ضرورت سے بے نیاز کرنا کافی ہونا	(افعال) = دینا
قَضَى (ض) قَضَاءً = کام کا فیصلہ کر دینا	مَرَّ عَى (ف) مَرَّحًا = تیز دوڑنا کوشش کرنا
یا کام پورا کر دینا	مَرَّحَ (س) مَرَّحًا = اترنا

مشق نمبر ۷۵ (۱)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

- (۱) وَسَقَّهْمُ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (۲) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۳) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (۴) اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ (۵) إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۶) سَنَلْقَى فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (۷) وَإِذَا لقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شِيَاعِ بَيْنِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ (۸) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (۹) لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا (۱۰) فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ (۱۱) وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (۱۲) وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (۱۳) قَالَ أَلْقَهَا يَا مُوْسَى (۱۴) إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (۱۵) فَأَقْصِ مَا أَنْتَ قَاصٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (۱۶) أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ (۱۷) أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ (۱۸) وَإِذْ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ (۱۹) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ (۲۰) وَمَا يَلْقَاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا (۲۱) وَاعْلَمُوا أَنَكُمْ مُلْقَوَةٌ (۲۲) فَتَلْقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَةً فَتَبَّ عَلَيْهِ

مشق نمبر ۷۵ (ج)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

- (۱) سَقَى (۲) اِهْدِ (۳) رَضُوا (۴) اُدْعُ (۵) يَحْشَى (۶) نُلْقَى
 (۷) لَقُوا (۸) خَلَوْا (۹) يُعْطَى (۱۰) تَرْضَى (۱۱) لَا تَمَسُّ (۱۲) يَكْفَى
 (۱۳) يُؤْتَى (۱۴) أُوتِيَ (۱۵) أَلْقِ (۱۶) نُؤَدِي (۱۷) اِسْعُوا (۱۸) قَاصٍ
 (۱۹) اِشْتَرَوْا (۲۰) كَافٍ (۲۱) لِنَهْتَدِي (۲۲) مُلْقُونَ
-

لفيف

۷۸ : ۱ پير اگر ارف ۷: ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے مادہ میں دو جگہ حرف علت آجائیں اسے لفيف کہتے ہیں۔ اگر حروف علت ”قا“ کلمہ اور ”لام“ کلمہ کی جگہ آئیں تو ان کے درمیان میں یعنی عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف صحیح ہو گا تو ایسے فعل کو لفيف مفروق کہتے ہیں جیسے وَقَى (وَقَى)۔ بچانا۔ لیکن اگر حروف علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوں تو ایسے فعل کو لفيف مقرون کہتے ہیں جیسے زَوَى (زَوَى)۔ روایت کرنا۔

۷۸ : ۲ اب یہ بات بھی ذہن میں واضح کر لیں کہ لفيف مفروق = مثال + ناقص ہے۔ اس لئے کہ فاکلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ مثال ہوتا ہے اور لام کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح سے لفيف مقرون = اجوف + ناقص ہے۔ یعنی عین کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ اجوف ہے اور لام کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہے۔

۷۸ : ۳ لفيف مفروق اور لفيف مقرون میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے کسی نئے قاعدہ کو سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہ اصول یاد کر لیں کہ لفيف مفروق پر مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کا اطلاق ہو گا یعنی اس کے فاکلمہ کا حرف علت مثال کے قواعد کے تحت اور لام کلمہ کا حرف علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ جبکہ لفيف مقرون پر اجوف کے قواعد کا اطلاق نہیں ہو گا بلکہ صرف ناقص کے قواعد کا اطلاق ہو گا۔ یعنی اس کے عین کلمہ کا حرف علت تبدیل نہیں ہو گا اور لام کلمہ کا حرف علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ اس اصول کے ساتھ ساتھ لفيف مادوں کے متعلق کچھ وضاحتیں بھی ذہن نشین کر لیں تو ان کو سمجھنے اور استعمال کرنے میں آپ کو کافی مدد مل جائے گی۔

۷۸ : ۴ اوپر آپ کو بتایا گیا ہے کہ لفيف مفروق وہ ہوتا ہے جس کے فاکلمہ اور لام

کلمہ پر حرف علت آئے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ لفیف مفروق میں فاکلمہ پر ہمیشہ ”و“ اور لام کلمہ پر ”ی“ آتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ فاکلمہ پر ”ی“ اور لام کلمہ پر ”و“ آئے۔ البتہ ”ی د ی“ مادہ ایک استثناء ہے جس سے لفظ ید (ہاتھ) ماخوذ ہے۔

۵ : ۸ لفیف مفروق مجرد کے باب ضَرْب اور سَمِع سے آتا ہے جبکہ باب حَسِب سے بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے فاکلمہ کی ”و“ پر مثال کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ یعنی باب ضَرْب اور حَسِب کے مضارع سے ”و“ گر جاتی ہے مگر باب سَمِع کے مضارع میں برقرار رہتی ہے جبکہ تینوں ابواب کے لام کلمہ پر ناقص کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے باب ضَرْب میں وَقَى يَوْقِي سے وَقَى يَقِي باب حَسِب میں وَلَى يَوْلَى سے وَلَى يَلَى (قریب ہونا) اور باب سَمِع میں وَهَى يَوْهَى سے وَهَى يَوْهَى ہو جائے گا۔

۶ : ۸ لفیف مفروق میں مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کے اطلاق کا ایک خاص اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے امر حاضر کے پہلے صیغہ میں فعل کا صرف عین کلمہ باقی بچتا ہے۔ مثلاً وَقَى يَقِي سے مضارع يَوْقِي کی بجائے يَقِي استعمال ہوتا ہے۔ اس سے فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گراتے ہیں توقی باقی بچتا ہے۔ پھر جب لام کلمہ ”ی“ کو مجزوم کرتے ہیں تو وہ بھی گر جاتی ہے۔ اس طرح فعل امر ”ق“ (توبچا) استعمال ہوتا ہے۔

۷ : ۸ اوپر آپ کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لفیف مقرون وہ ہوتا ہے جس میں حروف علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ عام طور پر کسی مادے کے عین اور لام کلمہ پر حروف علت یکجا ہوتے ہیں۔ فا اور عین کلمہ پر ان کے یکجا ہونے والے مادے بہت کم ہیں۔ اور جو چند ایک ایسے مادے ہیں بھی تو عموماً ان سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن کریم میں ایسے مادے دو لفظوں ”وَيْل“ (خرابی) و تباہی وغیرہ) اور يَوْم (دن) میں آئے ہیں۔ اگرچہ عربی ڈکشنریوں میں ان دونوں مادوں سے ایک آدھ فعل میں بھی مذکور ہوا ہے لیکن قرآن کریم میں ان سے ماخوذ کوئی صیغہ فعل

کہیں وارد نہیں ہوا۔ لہذا عربی گرامر میں جب لفیف مقرون کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد وہی مادہ ہوتا ہے جس میں عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں حرف علت ہوں۔

۸ : ۷ لفیف مقرون میں عین کلمہ پر ”و“ اور لام کلمہ پر ”ی“ ہی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ عین کلمہ پر ”ی“ اور لام کلمہ پر ”و“ ہو اور یہ مجرد کے صرف دو ابواب ضَرْب اور سَمْع سے آتا ہے۔ دونوں ابواب میں عین کلمہ کی ”و“ تبدیل نہیں ہوتی جبکہ لام کلمہ کی ”ی“ میں قواعد کے مطابق تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً ضَرْب میں غَوَى يَغْوِي سے غَوَى يَغْوِي (ہلک جانا) اور سَمْع میں سَوَى يَسْوِي سے سَوَى يَسْوِي (برابر ہونا) ہو جائے گا۔

۸ : ۹ بعض دفعہ لفیف مقرون مضاعف بھی ہوتا ہے یعنی عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں ”و“ یا دونوں ”ی“ ہوتے ہیں مثلاً ج و و جس کا اسم الْجَوُّ (زمین اور آسمانوں کی درمیانی فضا) قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ح ی ی اور ع ی ی بھی قرآن کریم میں آئے ہیں۔ ایسی صورت میں مثلیں کا ادغام اور کف ادغام دونوں جائز ہیں یعنی حَيِّ يَحْيٰی سے حَيِّ يَحْيٰی (زندہ ہونا / رہنا) بھی درست ہے اور حَيِّ يَحْيٰی بھی درست ہے۔ اسی طرح عَيِّ يَعْیٰ سے عَيِّ يَعْیٰ (تھک کر رہ جانا) عاجز ہونا) اور عَيِّ يَعْیٰ دونوں درست ہیں۔

ذخیرۃ الفاظ

سوی (س) = برابر ہونا، درست ہونا (تفعیل) = نوک پلک درست کرنا (افعال) = برابر ہونا	وقی (ض) وقایۃ = بچانا (افعال) = بچانا، پرہیز کرنا تقویٰ = اللہ کے ناراض ہونے کا خوف
استوی علی = کسی چیز پر متمکن ہونا، غالب آنا استوی الی = متوجہ ہونا، قصد و ارادہ کرنا	ہوی (س) اھوی = چاہنا، پسند کرنا (ض) اھویا = تیزی سے نیچے اترنا الھواء = فضا ہوا الھوی = خواہش، عشق
وفی (ض) وفاء = نذر یا وعدہ پورا کرنا (افعال) = وعدہ پورا کرنا (تفعیل) = حق پورا دینا (تفعیل) = حق پورا لینا، موت دینا	ءذی (س) اذی = تکلیف پہنچانا (افعال) = تکلیف پہنچانا
حی (س) حیاء = زندہ رہنا حیاء = شرمنا، حیا کرنا (افعال) = زندہ کرنا، زندگی دینا (تفعیل) = درازی عمر کی دعا دینا، سلام کرنا (استفعال) = شرم کرنا، باز رہنا حییٰ = متوجہ ہو، جلدی کرو	لحی (س) لحقاً = کسی سے جا ملنا (افعال) = کسی کو کسی سے ملانا

مشق نمبر ۷۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے سامنے دیئے گئے ابواب میں اصلی اور تبدیل شدہ شکل میں صرف صغیر کریں۔

- (i) وقی - ضرب، افعال (ii) وفی - افعال، تفعیل، تفعیل
(iii) سوی - تفعیل، افعال (iv) حی - سمع، افعال، استفعال

مشق نمبر ۷۸ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

- (۱) استوی (۲) سوی (۳) یستوی (۴) سؤیت (۵) آؤفوا

(۶) اَوْفَى (۷) اَوْفَى (۸) تَوْفَى (۹) تَوْفَى (۱۰) تَوْفَى (۱۱) وَفَى
 (۱۲) يَتَوَفَّى (۱۳) يُحْيِي (۱۴) أُحْيِي (۱۵) حَيِّثُمْ (۱۶) تَحْيَةً (۱۷) حَيًّا
 (۱۸) يَحْيَى (۱۹) أَحْيَى (۲۰) يَسْتَحْيِي (۲۱) نَحْيًا (۲۲) اِتَّقَى (۲۳) مُتَّقُونَ
 (۲۴) قِ (۲۵) وَاقِ (۲۶) اِنْ تَتَّقُوا (۲۷) قُوا (۲۸) تَقَى (۲۹) وَفَى (۳۰)
 تَهْوَى (۳۱) تَهْوَى

مشق نمبر ۷ (ج)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ (۲) هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ
 مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ (۳) أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ
 بِعَهْدِكُمْ (۴) إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ
 (۵) إِذْ قَالَ اللَّهُ يَعْيسَى ابْنُ مَرْيَمَ نَفِثَ الْفَيْسُوسُ عَلَى السَّمْعِ فَقَالَ الْإِنْسَانُ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۸) وَإِذَا حُيِّثُمْ
 بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا (۹) كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى
 أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ (۱۰) قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ
 (۱۱) اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (۱۲) وَيَحْيَى مَنْ حَى عَنْ
 بَيِّنَةٍ (۱۳) ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدِيرُ الْأَمْرَ (۱۴) تَوْفَى مُسْلِمًا وَالْحَقِيقَى
 بِالصَّالِحِينَ (۱۵) مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاكِ (۱۶) فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتَ فِيهِ
 مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (۱۷) وَتَوْفَى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ (۱۸) وَجَدَّ اللَّهُ
 عِنْدَهُ قُوَّةً حَسَابَةً (۱۹) قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ (۲۰) إِنْ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي
 النَّاسَ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ (۲۱) وَوَقَّعَهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (۲۲) قُوا أَنْفُسَكُمْ
 وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (۲۳) سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى
 (۲۵) فَاجْعَلْ أَفِيدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوَى إِلَيْهِمْ -

سبق الاسباق

۱ : ۷۹ اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے آپ نے آسان عربی گرامر کے تینوں حصے مکمل کر لئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے اس کا حقیقی ادراک اس دنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔ یہ حقیقت تو ان شاء اللہ میدانِ حشر میں عیاں ہوگی، ان پر بھی جنہیں یہ نعمت حاصل تھی اور ان پر بھی جو اس سے محروم رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ شکر قولاً بھی ہونا چاہئے اور عملاً بھی۔ آپ پر اب واجب ہے کہ اس نعمت کی حفاظت کریں، اسے ضائع نہ ہونے دیں اور اس کا حق ادا کرتے رہیں۔ اس کے طریقہ کار پر بات کرنے سے پہلے کچھ باتیں ذہن میں واضح ہونا ضروری ہیں۔

۲ : ۷۹ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو بزرگ تصور کرنا علم کی بہت بڑی آفت ہے۔ یقیناً اللہ نے آپ کو اس زبان کے علم سے نوازا ہے جسے اس نے اپنے کلام کے لئے منتخب کیا۔ یہ بہت عظیم نعمت ہے۔ لیکن اس بنیاد پر آپ ان لوگوں کو کمتر نہ سمجھیں جن کو عربی نہیں آتی۔ یہ کفرانِ نعمت ہو گا۔ کیا پتہ ان لوگوں کو اللہ نے کسی دوسری نعمت سے نوازا ہو جس کا آپ کو ادراک نہیں ہے۔ کیا پتہ کل اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو اس علم کی دولت سے نوازدے اور وہ آپ سے آگے نکل جائے۔ اس لئے علم کی آفت سے خود کو بچانے کی شعوری کوشش کریں اور تکبر میں مبتلا نہ ہوں۔

۳ : ۷۹ آجکل کے سائنسدان اعتراف کرتے ہیں کہ اس کائنات کے اسرار و رموز کا وہ جتنا علم حاصل کرتے ہیں اتنا ہی ان کی لاعلمی کا دائرہ مزید وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ کچھ یہی معاملہ عربی کے ساتھ بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی دنیا کی سب سے زیادہ سائنٹفک زبان ہے۔ اس زبان کا تقریباً ہر گوشہ کسی قاعدے اور ضابطہ کا پابند ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اس میں اشتناء بھی زیادہ تر کسی قاعدے کے تحت ہوتے ہیں۔ عربی میں خلاف قاعدہ الفاظ کا استعمال دو سری زبانوں کے مقابلہ میں نہ

ہوئے جیسا ہے۔ اس حوالہ سے یہ ثابت ذہن نشین کر لیں کہ اُس علم کے سمندر سے ابھی آپ نے تھوڑا سا علم حاصل کیا ہے۔ جتنا آپ نے سیکھا ہے اس سے زیادہ ابھی سیکھنا باقی ہے۔

۴ : ۷ عربی میں استعمال ہونے والے تمام الفاظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن فہمی کے لئے مکمل عربی گرامر کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس کے متعلقہ جزو کو سیکھ لینا کافی ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اس کتاب کے تین حصوں میں عربی گرامر کے متعلقہ جزو کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور ایسا قصداً کیا گیا ہے کہ در نہ چوتھے حصے کا اضافہ کر کے اس کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماشاء اللہ اب آپ اس مقام پر آگئے ہیں جہاں مزید قواعد کو سمجھنے کے لئے آپ کو باقاعدہ اسباق اور مشقوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اب اگر کوئی قاعدہ آپ کو بتایا جائے تو آپ آسانی سے اسے سمجھ کر ذہن نشین کر سکتے ہیں۔ ایسا اگر قرآن مجید کی آیت کے حوالے سے ہو تو مزید آسانی ہوگی۔

۵ : ۷ اب تک آپ نے جو کچھ سیکھا ہے اس کا حق ادا کرنے کے لئے اور مزید سیکھنے کے لئے پہلا لازمی قدم یہ ہے کہ آپ اپنے تلاوت قرآن کے اوقات میں اضافہ کریں۔ سوشل کالز اور ٹی وی کے اوقات میں کمی کر کے یہ اضافہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ پھر تلاوت کے اوقات کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کا کچھ حصہ معمول کی تلاوت کے لئے رکھیں اور باقی حصہ قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے وقف کریں۔ اس سے لئے آپ کو ڈکشنری (لغت) کی ضرورت ہوگی۔ میرا مشورہ ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں ”مصباح اللغات“ استعمال کریں۔ جو لوگ دو ڈکشنری حاصل کر سکتے ہیں وہ ساتھ میں ”مفردات القرآن“ بھی استعمال کر لیں تو بہتر ہوگا۔

۶ : ۷ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے وقت سب سے پہلے الفاظ کی ہناوت پر غور کر کے تعین کریں کہ اس کا مادہ باب اور صیغہ کیا ہے، نیز یہ کہ وہ اسم یا فعل کی کون سی قسم ہے۔ پھر الفاظ کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ کا فیصلہ کریں۔ کسی لفظ کے اگر معنی

معلوم نہیں تو اب ڈاکٹری دیکھیں۔ اس کے بعد جملہ کی بیاد پر غور کر کے جملہ اخبار یا فعل، فاعل، مفعول اور متعلقات کا تعین کریں۔ پھر آیت کا ترجمہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر نہ سمجھ میں آئے تو کوئی ترجمہ و ملا قرآن دیکھیں۔ اس مقصد کے لئے شیخ الہند کا ترجمہ زیادہ مددگار ہوگا۔ اس طرز پر آپ صرف ایک پارہ کا مطالعہ کر لیں تو ان شاء اللہ آپ کو یہ صلاحیت حاصل ہو جائے گی کہ قرآن مجید سن کر یا پڑھ کر آپ اس کا مطلب سمجھ جائیں گے۔ اگر کسی رکعت ہوگی تو اس کا مطلب بھی سمجھ جائے گا۔

۷: ۹ اب آخری بات یہ سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگوں نے قرآن مجید کے جو ترجمے کئے ہیں وہ عوام الناس کے لئے ہیں۔ یہ ناچھانسنے والے اور غلط فہمی کے ترجمہ کیا ہے کہ ان کے قاری کو عربی گرامر نہیں آتی۔ اس لئے باریکیوں کو نظر انداز کر کے انہوں نے مفہوم سمجھانے پر اپنی توجہ کو مرکوز کیا ہے۔ اب تھوڑی سی عربی پڑھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ترجموں پر تنقید کرنے سے مکمل پوہیز کریں۔ ورنہ کوئی نہ کوئی بیماری آپ کو لاحق ہو جائے گی اور الٹا لپٹنے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اس کی نعمت کا شکر ادا کر کے اس کو راضی کریں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَلِاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا خود اس کو مانگ کے اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد!

لطیف الرحمن خان

۲۵ / ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

۱۹ / اگست ۱۹۹۸ء

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ

کے دروس و تقاریر پر مشتمل CD (آڈیو MP3)

بہ عنوان:

اسلام اور خواتین

جس میں اہم معاشرتی موضوعات کے بارے میں
قرآن و سنت کی راہنمائی میں 16 تقاریر شامل ہیں
﴿اہم موضوعات﴾

- خواتین اور سماجی رسومات
- خواتین کی دینی ذمہ داریاں
- شادی بیاہ کی رسومات
- اسلام میں عورت کا مقام
- مثالی مسلمان خاتون
- جہاد میں خواتین کا کردار
- اسلام میں شرائط حجاب کے احکام
- قرآن اور پردہ

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-03